باب چہارم

تاریخ پاکستان (حصہ اوّل)

History of Pakistan (Part - I)

تدریسی مقاصد:

اس باب کے مطالعہ کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- پاکستان کو درپیش ابتدائی مشکلات کی نشاندہی کر سکیں۔
- پاکستان کے پہلے گورنر جنرل کی حیثیت سے قائد اعظمؒ اور پاکستان کے پہلے وزیر اعظم کی حیثیت سے لیاقت علی خاں کے کردار کو بیان کر سکیں۔
- 1956ء اور 1962ء کے آئین کے اہم خدوخال سے آگاہی حاصل کر سکیں۔
- ایوب خاں کے دور میں رُونما ہونے والے اہم واقعات کی وضاحت کر سکیں۔
- یحییٰ خاں کے دور کے حالات کو سمجھ سکیں۔
- مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے اسباب کا جائزہ لے سکیں۔

ریاست کا استحکام اور آئین کی تیاری 58-1947ء

(Consolidation of the State and Search for a Constitution 1947-58)

قائداعظمؒ گورنر جنرل کا حلف اٹھاتے ہوئے

حصولِ آزادی کے قریب پاکستان کی آئین ساز اسمبلی نے 11 اگست، 1947ء کو قائداعظمؒ کو اپنا صدر منتخب کر لیا۔ آپؒ نے چیف جسٹس سر عبدالرشید کے سامنے گورنر جنرل کے عہدے کا حلف اٹھایا۔ آغاز میں یہ اسمبلی 69 ارکان پر مشتمل تھی، بعد میں تعداد 79 ہوگئی۔ مولوی تمیز الدین اسمبلی کے پہلے سپیکر تھے۔ پہلے آئین کی تیاری تک 1935ء کا ایکٹ ہی چند ترامیم کے بعد عبوری آئین کے طور پر اختیار کیا گیا۔ اس آئین کے تحت وفاقی نظام رائج کیا گیا۔ عبوری

آئین کے تحت اس نئی آئین ساز اسمبلی کا اجلاس بلایا گیا جو آئین ساز اسمبلی کے ساتھ مرکزی پارلیمنٹ بھی تھی۔

پاکستان کی ابتدائی مشکلات (Early Problems of Pakistan)

1- ریڈکلف کی غیر منصفانہ تقسیم

3 جون، 1947ء کے منصوبے کے تحت طے پایا تھا کہ پنجاب اور بنگال کے صوبوں کو مسلم اور غیر مسلم اکثریتی علاقوں میں تقسیم کیا جائے گا۔ مسلم اکثریتی علاقے پاکستان اور باقی علاقے بھارت کا حصہ بنیں گے۔ علاقوں کی حد بندی کے لیے ایک کمیشن بنانے اور اُس کی ثالثی کو قبول کرنے پر اتفاق رائے ہوا۔ ایک برطانوی ماہر قانون سر ریڈکلف کو یہ ذمہ داری سونپی گئی۔ سر ریڈکلف نے لارڈ ماؤنٹ بیٹن کے دباؤ میں آکر غیر منصفانہ تقسیم کی۔ مسلم اکثریت کے بعض تسلیم شدہ علاقوں کو ایک سازش کے تحت بھارت میں شامل کر دیا گیا۔ آبادی کے مطابق طے پانے والے نقشے اور اُس پر کھینچی گئی لکیر کو بدل دیا گیا۔ ریڈکلف نے ناانصافی کرتے ہوئے پاکستان کو بعض اہم علاقوں سے محروم کر دیا۔ ضلع گورداسپور کی تین تحصیلیں گورداسپور، پٹھانکوٹ اور بٹالہ کے علاوہ ضلع فیروز پور کی تحصیل زیرہ اور بعض دوسرے مسلم اکثریت والے علاقے بھارت کے حوالے کر دیے گئے۔ گورداسپور کے علاقے کو بھارت میں شامل کرنے سے بھارت کو ریاست جموں و کشمیر تک رسائی مل گئی۔ سر ریڈکلف کے ایوارڈ نے نہ صرف مسلمانوں کو اُن کے علاقوں اور حقوق سے محروم کر دیا بلکہ دونوں اقوام کے درمیان مسئلہ کشمیر کی صورت میں مخالفت کا ایسا بیج بویا جو آج بھی موجود ہے۔

2- مہاجرین کی آبادکاری

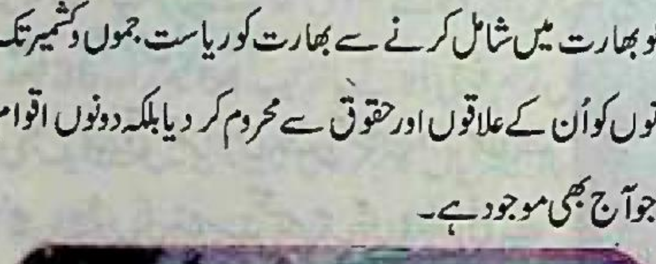

بھارت سے پاکستان کی طرف مسلمانوں کی ہجرت کا ایک منظر

قیامِ پاکستان کے بعد بھارت میں رہنے والے مسلمانوں نے اپنے نئے وطن میں آنے کا فیصلہ کیا۔ لاکھوں خاندان اپنا سب کچھ چھوڑ کر پاکستان کی طرف روانہ ہوئے۔ یہ بے گھر، لٹے پٹے پریشان حال مسلمان پاکستان آئے تو انہیں عارضی کیمپوں میں رکھا گیا۔

لاکھوں خاندانوں کی پاکستان کی طرف ہجرت

اُن کی خوراک، رہائش، ادویات اور دیگر ضروریات کی فراہمی کے لیے حکومتِ پاکستان نے تیزی سے منصوبہ بندی کی۔ مقامی عوام نے اپنے مسلمان بھائیوں کو خوش آمدید کہا۔ حکومت اور عوام کی مشترکہ کوششوں سے مہاجرین کی ضروریات پوری کی گئیں۔ مہاجرین کی تعداد اتنی زیادہ تھی کہ کیمپوں میں گنجائش نہ رہی۔ لوگوں کو جہاں سر چھپانے کو جگہ ملتی، ڈیرے ڈال دیتے۔ مہاجرین کی بحالی ایک بہت بڑا چیلنج تھا۔ دنیا میں ہجرت کی اتنی بڑی تعداد کا واقعہ کہیں رُونما نہیں ہوا تھا۔

3- انتظامی مشکلات

پاکستان کے علاقوں میں سرکاری ملازمتوں پر فائز غیر مسلم بڑی تعداد میں بھارت چلے گئے۔ دفاتر خالی ہو گئے۔ دفاتر میں فرنیچر، سٹیشنری اور ٹائپ رائٹروں وغیرہ کی کمی تھی۔ اکثر دفاتر نے کھلے آسمان تلے کام کا آغاز کیا۔ ہندو بھارت جاتے ہوئے دفتری ریکارڈ غائب کر گئے جس کی وجہ سے دفاتر میں کام کرنے میں بڑی دشواریاں پیش آئیں۔

4- اثاثوں کی تقسیم

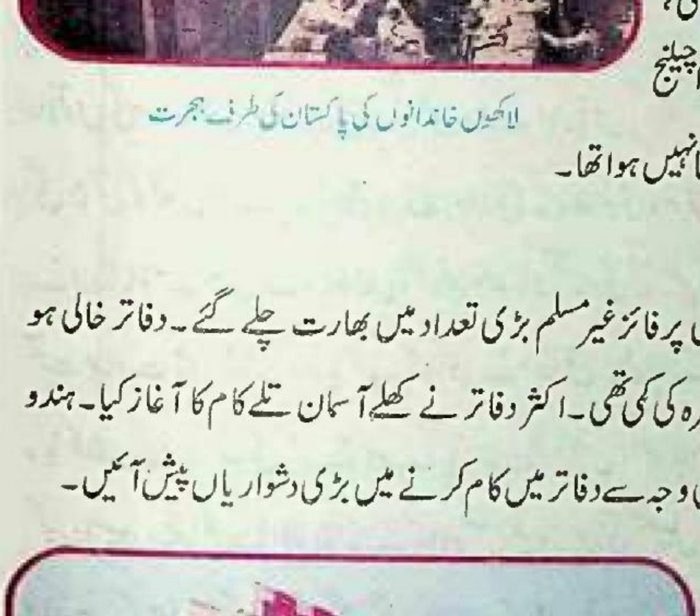
ریزرو بینک آف انڈیا

بھارتی حکمرانوں نے پاکستان اور بھارت میں اثاثوں کی متناسب تقسیم میں بھی ناانصافی سے کام لیا۔ وہ حیلوں، بہانوں سے پاکستان کو اُس کا حصہ دینے سے گریز کرتے رہے۔ انھوں نے پاکستان کی معیشت کو تباہ کرنے کے لیے ہر ممکن حربہ استعمال کیا۔ انھوں نے پاکستان کے حصے کے اثاثے روک لیے۔ متحدہ برصغیر کے ''ریزرو بینک'' میں تقسیم کے وقت چار بلین روپے جمع تھے۔ یہ رقم دونوں ممالک میں بانٹی جانی تھی۔ تناسب کے لحاظ سے پاکستان کا حصہ 750 ملین روپے تھا، بھارت یہ حصہ دینے پر آمادہ

نہیں تھا۔ پاکستان کی طرف سے مسلسل مطالبے اور بین الاقوامی سطح پر اپنی ساکھ قائم رکھنے کی مجبوری کی وجہ سے بھارت نے 700 ملین روپے دیے۔ بقایا 50 ملین روپے ابھی تک بھارت کے ذمے واجب الادا ہیں۔ اس حوالے سے نومبر 1947ء میں دہلی میں دونوں ممالک کے نمائندوں کی میٹنگ بھی ہوئی جس میں معاہدہ ہوا اور دونوں ممالک نے معاہدے کی توثیق بھی کردی لیکن معاہدے پر عمل درآمد ابھی تک نہیں ہوسکا۔

5- فوج کی تقسیم

افواجِ پاکستان

برصغیر کی تقسیم کے بعد فوجی اثاثوں کو دونوں نئے ممالک میں تناسب کے مطابق تقسیم کرنا بھی ضروری تھا لیکن اس معاملے میں بھی انصاف سے کام نہ لیا گیا۔ بھارت پاکستان کو کمزور رکھنا چاہتا تھا تاکہ وہ بھارت کا حصہ بننے پر مجبور ہو جائے۔ تقسیم سے پہلے متحدہ ہندوستان کا کمانڈر چاہتا تھا کہ افواج کو بانٹا نہ جائے اور انھیں ایک ہی کمانڈ کے ماتحت رکھا جائے۔ مسلم لیگ نے اُس کے موَقف کو تسلیم نہ کیا اور اصرار کیا کہ فوجی وسائل اور اثاثے دونوں ممالک میں بانٹ دیے جائیں۔ حکومتِ برطانیہ کو یہ مطالبہ ماننا پڑا کہ بھارت اور پاکستان میں تمام فوجی اثاثے بالترتیب 64 فیصد اور 36 فیصد کے تناسب سے تقسیم کر دیے جائیں۔ متحدہ بھارت میں جو اسلحہ ساز فیکٹریاں کام کر رہی تھیں، اُن میں سے ایک بھی ایسی نہیں تھی جسے پاکستان کو ملنے والے علاقوں میں بنایا گیا ہو۔ بھارت اسلحہ ساز فیکٹری تو کیا اس کی مشینری کا کوئی پُرزہ بھی پاکستان منتقل کرنے پر آمادہ نہیں تھا۔ کافی تکرار کے بعد طے پایا کہ اسلحہ ساز فیکٹریوں کے حوالے سے پاکستان کو 60 ملین روپے دیے جائیں گے تاکہ وہ اپنی اسلحہ ساز فیکٹری قائم کر سکے۔ عام فوجی اثاثوں کی تقسیم کا جو فارمولا بھی بنایا گیا حکومتِ ہند نے اُسے مسترد کر دیا جس سے حالات مزید پیچیدہ ہوگئے۔ یُوں پاکستان کو اپنا جائز حصہ لینے سے محروم کر دیا گیا۔

6- دریائی پانی کا مسئلہ

دریائے راوی

تقسیم برصغیر نے دریاؤں کے قدرتی بہاؤ پر اثر ڈالا۔ بین الاقوامی قانون کے مطابق دریا کا قدرتی راستہ برقرار رکھا جاتا ہے اور جن دو یا زیادہ ممالک سے دریا گزرتا ہے وہ اس کے پانی سے مستفید ہوتے ہیں۔ کوئی ملک دریا کا رُخ بدل کر کسی دوسرے ملک کو آبی وسیلہ سے محروم نہیں کر سکتا۔ برصغیر میں اس حوالے سے بھی بحران پیدا ہوا۔ پنجاب اور سندھ کو دریائے سندھ اور اُس کے معاون دریا جہلم، چناب، راوی، ستلج اور بیاس سیراب کرتے آرہے تھے۔ پنجاب دو حصوں میں منقسم ہوا تو دریاؤں کی بھی تقسیم عمل میں آگئی۔ راوی، ستلج اور بیاس بھارت کی سرزمین سے گزر کر پاکستان میں داخل ہوتے ہیں۔ اُس نے اپریل 1948ء میں مغربی پنجاب کو آنے والے پانی کا راستہ روک لیا۔ یہ قدم پنجاب اور سندھ کی معیشت کو تباہ کرنے کے مترادف تھا کیونکہ ان علاقوں میں فصلوں کی آبیاری کا یقینی ذریعہ دریا ہی ہیں۔ ایک بڑی زیادتی ریڈکلف کی سربراہی میں بننے والے حد بندی کمیشن نے کی۔ اُس نے سرحد کا تعین کرتے وقت اکثر ہیڈ ورکس مسلم اکثریتی علاقوں میں ہونے کے باوجود بھارت کے حوالے کر دیے۔ یہ سازش پاکستانی زراعت اور معیشت کی تباہی کا سبب بن سکتی تھی۔ بھارت نے دریائے ستلج پر ڈیم بنانے کا فیصلہ کیا تو پاکستان نے سخت احتجاج کیا اور عالمی برادری کو اپنے مسئلے سے آگاہ کیا گیا۔

عالمی بینک کی مدد سے دونوں ممالک کے مابین 1960ء میں ایک معاہدہ ''سندھ طاس'' طے پایا۔ تین دریاؤں (راوی، ستلج اور بیاس) پر بھارت کا حق مان لیا گیا اور دوسرے تین دریا (سندھ، جہلم اور چناب) پاکستان کو سونپ دیے گئے۔

7- ریاستوں کا تنازعہ

انگریزوں کے دورِ حکومت میں برصغیر میں لگ بھگ چھ سو دیسی ریاستیں تھیں۔ آزادی کے وقت ان ریاستوں کے مستقبل کے بارے میں بھی سوچا جانے لگا۔ کابینہ مشن پلان کے حوالے سے ریاستوں کے حکمرانوں کو کہا گیا کہ وہ مستقبل میں اپنی حیثیت اور مفادات کے تحفّظ کے لیے دستور سازی کے عمل میں شریک ہوں۔ حکمرانوں کو کابینہ مشن نے یہ بھی تلقین کی کہ وہ فیصلہ کرتے وقت اپنے عوام کی پسند اور مذہبی رشتوں کا دھیان رکھیں۔ حکومتِ برطانیہ نے 20 فروری، 1947ء کو انڈیا اور انڈین ریاستوں پر اپنا کنٹرول اٹھا لینے کا اعلان کیا۔ اسی اعلان کے تحت ریاستوں نے بھارت یا پاکستان سے وابستہ ہونے کا فیصلہ کر لیا۔ ریاست حیدرآباد دکن، جوناگڑھ، مناوادر اور ریاست جموں وکشمیر کی طرف سے کوئی قدم فوری طور پر نہ اٹھایا گیا۔ ان ریاستوں پر بھارتی افواج نے فوج کشی کر کے قبضہ کر لیا جس سے پاکستان کی مشکلات میں اضافہ ہوا۔

پاکستان کے پہلے گورنر جنرل کی حیثیت سے قائداعظمؒ کا کردار
(Quaid-e-Azam's Role as Pakistan's First Governor General)

☆ قائداعظم محمد علی جناحؒ نے پاکستان کے پہلے گورنر جنرل کی حیثیت سے 13 ماہ کام کیا اور 11 ستمبر، 1948ء کو وفات پائی۔ اس مدت میں آپؒ نے اپنی بصیرت اور قائدانہ صلاحیتوں سے اہم قومی معاملات کو سلجھایا جس سے پاکستان اپنے قدموں پر کھڑا ہو سکا۔

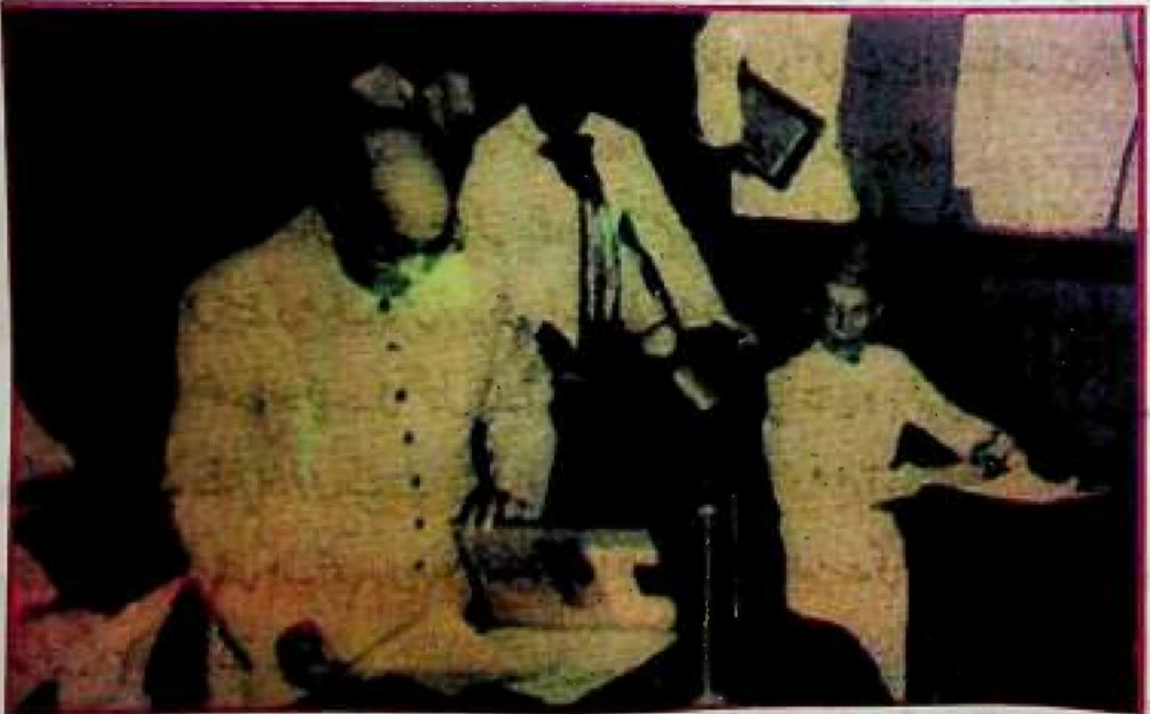

قائداعظم محمد علی جناحؒ بطور گورنر جنرل پاکستان

- ☆ قائداعظمؒ کی قدآور شخصیت نے آزادی کے بعد پیدا ہونے والی مشکلات کو احسن طریقے سے سلجھایا۔ کانگرس نے پاکستان کے لیے ہر طرح سے مشکلات پیدا کرنے کی کوشش کی جن میں اثاثہ جات کی غیر مساوی تقسیم، مہاجرین کی آبادکاری کا مسئلہ اور ان کے ساتھ ناروا سلوک کے علاوہ انتظامی ریکارڈ کی بروقت نقل و حمل نہ ہونا تھی۔
- ☆ قائداعظمؒ نے حالات کی نزاکت کو بھانپتے ہوئے فوری طور پر کراچی کو پاکستان کا دارالخلافہ بنایا۔
- ☆ آپؒ نے سرکاری ملازمین کو مکمل دیانتداری اور ایمانداری سے کام کرنے کی تلقین کی۔
- ☆ آپؒ نے ہندوستان سے افسران کی منتقلی کے لیے خاص گاڑیاں چلوائیں۔
- ☆ ہوائی کمپنی سے معاہدہ کیا جس سے سرکاری ملازمین کی نقل و حمل شروع ہوئی۔
- ☆ انتظامی ڈھانچے کی بہتری کے لیے چودھری محمد علی کی سرکردگی میں کمیٹی بنائی۔
- ☆ آپؒ نے سول سروسز کا اجرا کیا اور پاکستان سول سروسز اکیڈمی بنائی۔
- ☆ آپؒ نے اکاؤنٹس اور فارن سروس کا آغاز بھی کیا۔
- ☆ بحری و بری افواج کو بہتر حالات میں لانے کے لیے ہیڈکوارٹر بنائے گئے۔
- ☆ اسلحہ فیکٹری کا قیام بھی آپؒ کے دور میں ہوا۔
- ☆ جہاں دوسرے مسائل کی طرف قائداعظمؒ نے توجہ دی وہاں خارجہ پالیسی میں بھی کوئی کسر نہ چھوڑی۔ ہمسایہ ممالک اور دیگر بڑے ممالک کے ساتھ تعلقات کو استوار کیا جو کہ ہماری خارجہ پالیسی کے بنیادی مقاصد میں شامل تھا۔
- ☆ اقوام متحدہ میں رکنیت کا حاصل ہونا بھی قائداعظمؒ کی مدبرانہ شخصیت کا مرہون منت تھا۔
- ☆ قیام پاکستان کے وقت جہاں بے شمار مسائل تھے وہاں تعلیم کے میدان میں بھی کامیابی حاصل کرنا ضروری تھا۔ قائداعظمؒ نے اس مسئلے کی طرف خاص توجہ دی۔ آپؒ نے 1947ء میں پہلی تعلیمی کانفرنس منعقد کرائی۔ آپؒ کی نظر میں تعلیم کا مقصد اخلاقیات کی تشکیل تھا۔ آپؒ کی خواہش تھی کہ پاکستان کا ہر شہری قوم کی بے لوث خدمت کرے۔ آپؒ نے نوجوانوں کے لیے سائنس اور ٹیکنالوجی کی تعلیم کو لازمی قرار دیا۔
- ☆ قائداعظمؒ کے جسم میں جب تک جان رہی انھوں نے پاکستان کی ہر ممکن خدمت کی۔ خرابی صحت کے باوجود بھی اہم فائلوں کا مطالعہ کرتے تھے۔
- ☆ اگرچہ قائداعظمؒ کو موذی مرض ٹی۔ بی نے بہت کمزور کر دیا تھا اس کے باوجود آپؒ کے حوصلے پست نہ ہوئے تھے۔

مرض کو فرائض کے آڑے نہ آنے دیا۔ اگر ہم یہ کہیں کہ قائد اعظمؒ نے اپنے خون سے پاکستان کی آبیاری کی تو یہ بے جا نہ ہوگا۔

پاکستان کے پہلے وزیر اعظم کی حیثیت سے لیاقت علی خان کا کردار

(Liaquat Ali Khan's Role as Pakistan's First Prime Minister)

لیاقت علی خان

پاکستان کے پہلے وزیر اعظم لیاقت علی خان 1896ء میں مشرقی پنجاب کے ایک قصبے کرنال میں پیدا ہوئے۔ علی گڑھ کالج سے بی اے اور آکسفورڈ یونیورسٹی سے قانون کی ڈگری حاصل کی۔ آپ نے 1923ء میں مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی۔ 1936ء میں مسلم لیگ کے جنرل سیکریٹری منتخب ہوئے اور آخری دم تک قائد اعظمؒ کے دستِ راست رہے۔ 15 اگست، 1947ء کو پاکستان کے پہلے وزیر اعظم بنے۔ 16 اکتوبر، 1951ء کو راولپنڈی میں ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے آپ کو شہید کر دیا گیا۔

- ☆ پاکستان کے پہلے وزیر اعظم کی حیثیت سے لیاقت علی خان نے پنجاب میں مسلمانوں کا قتلِ عام رکوانے کے لیے پنڈت نہرو کے ساتھ سرحدی علاقوں کا دورہ کیا اور انسانی خون بہانے کی مکروہ حرکت سے باز رہنے کی اپیل کی۔
- ☆ پنجاب میں داخل ہونے والے مہاجرین کے سیلاب کو سنبھالنا بہت مشکل مسئلہ تھا۔ قائد اعظمؒ کی ہدایت پر آپ نے پنجاب مہاجر کونسل کے چیئرمین کی حیثیت سے مہاجرین کی آبادکاری اور انھیں ضروریاتِ زندگی کی فراہمی کے کام کی نگرانی کی۔
- ☆ انتظامی ڈھانچے کی تشکیل، معاشی زندگی کی بحالی، بجٹ کی تیاری، کشمیر کی جنگ، داخلی انتشار پر کنٹرول اور بھارت کی سازشوں کے خلاف دفاع سمیت تمام درپیش مسائل میں قائد اعظمؒ قوم اور حکومت کی راہنمائی کرتے تھے لیکن ان کے فیصلوں کو عملی جامہ پہنانے کی ذمہ داری وزیر اعظم لیاقت علی خاں پر ہی عائد ہوتی تھی۔
- ☆ قائد اعظمؒ کی وفات کے بعد جب قوم کے حوصلے پست ہو رہے تھے اور بھارتی قیادت پاکستان کے خلاف مسلسل سازشیں

کررہی تھی تو ایسے حالات میں آپ ہی قوم کے ترجمان اور قائد تھے۔ آپ کی اعلیٰ قائدانہ صلاحیتوں کی بنا پر قوم نے آپ کو قائد ملت کا خطاب دیا۔

☆ لیاقت علی خان کے عہد حکومت میں معاشی ترقی کے لیے بھرپور جدوجہد شروع کی گئی۔ عوام کو پاکستانی مصنوعات کے فروغ کی ترغیب دی گئی۔ ٹیکسٹائل انڈسٹری کی ترقی کے لیے جاپان سے مشینری درآمد کی گئی اور پاکستان انڈسٹریل ڈویلپمنٹ کارپوریشن کا قیام عمل میں لایا گیا۔

☆ آپ نے 1949ء میں اسمبلی سے قراردادِ مقاصد منظور کرائی اور نئے آئین کی تیاری کے سلسلے میں بنیادی اصولوں کی کمیٹی بنائی۔

☆ آپ نے 1950ء میں امریکہ کا دورہ کیا اور اپنی تقاریر میں امریکہ کے عوام اور قائدین کو قیامِ پاکستان کے پس منظر سے آگاہ کیا۔ آپ نے امریکی قیادت کو پاکستان کی دفاعی ضروریات پوری کرنے پر آمادہ کرنے کی بھی بھرپور کوشش کی۔ اس طرح آپ پہلے پاکستانی وزیراعظم تھے جنھوں نے امریکہ میں پاکستان کو روشناس کرانے میں اہم کردار ادا کیا۔

☆ لیاقت علی خان کی خارجہ پالیسی میں اسلامی ممالک کے ساتھ خوشگوار تعلقات قائم کرنے کو بنیادی حیثیت حاصل تھی۔ آپ نے تیل کو قومیانے کے سلسلے میں ڈاکٹر مصدق وزیراعظم ایران کے اقدام کی حمایت کی۔ شاہ ایران نے پاکستان کا دورہ کیا تو دونوں راہنماؤں نے مشترکہ پالیسی اختیار کرنے کے لیے مذاکرات کیے۔ آپ نے مغربی ممالک کی مصر کے خلاف جارحیت کی مذمت اور انڈونیشیا کی آزادی کی تحریک کی حمایت کی۔

☆ قیام پاکستان کے بعد بھارت میں ہندو قوم کی طرف سے مسلمانوں کے خلاف شدید عناد کی وجہ سے ہندو مسلم فسادات معمول بن چکے تھے۔ لیاقت علی خان نے اس مسئلے کو حکومتی سطح پر حل کرنا ضروری سمجھا۔ چنانچہ اس سلسلے میں آپ نے 1950ء میں بھارت کا دورہ کیا اور لیاقت نہرو معاہدے پر دستخط کیے۔

☆ 1951ء کے وسط میں جب بھارتی فوجیں پاکستانی سرحد پر جمع ہوئیں تو ملک میں غیر یقینی صورت حال پیدا ہوگئی تھی۔ آپ نے قوم کا حوصلہ بلند کرنے اور اس خطرے سے آگاہ کرنے کے لیے ملک گیر دورہ کیا۔

قراردادِ مقاصد 1949ء

(Objectives Resolution 1949)

12 مارچ، 1949ء کو پاکستان کے پہلے وزیراعظم لیاقت علی خان کی تحریک پر آئین ساز اسمبلی نے قراردادِ مقاصد

منظور کی۔ قراردادِ مقاصد نے پاکستان کی آئین سازی میں نہایت اہم مقام حاصل کیا۔ قرارداد کے اہم نکات درج ذیل ہیں۔

1- اقتدارِ اعلیٰ یا حاکمیت (Sovereignty)

اس قرارداد میں اس بات کی وضاحت کر دی گئی کہ ساری کائنات کا مالک اللہ تعالیٰ ہے اور سارا اقتدار اسی کو حاصل ہے۔ اقتدار مسلمانوں کے پاس اللہ تعالیٰ کی امانت ہے اور اس اقتدار کو اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود کے اندر رہ کر عوام کے منتخب نمائندے استعمال کریں گے۔

2- اسلامی قانون سازی (Islamic Legislation)

پاکستان کا آئین قرآن وسنّت کی روشنی میں ترتیب دیا جائے گا اور یہاں اسلامی اصولوں سے متصادم کوئی قانون سازی نہیں کی جائے گی۔

3- اسلامی اقدار (Islamic Values)

پاکستان میں اسلامی اقدار، جمہوریت، آزادی، مساوات، رواداری اور معاشرتی انصاف کو فروغ دیا جائے گا اور اسلامی اصولوں پر عمل کیا جائے گا۔

4- اسلامی طرزِ زندگی (Islamic Way of Life)

مسلمانوں کو انفرادی و اجتماعی شعبوں میں اپنی زندگیاں قرآن وسنت کی روشنی میں بسر کرنے کے قابل بنایا جائے گا۔

5- وفاقی طرزِ حکومت (Federal Government)

پاکستان ایک وفاق ہوگا جس میں صوبوں کو آئین کی حدود کے اندر رہتے ہوئے خودمختاری حاصل ہوگی۔

6- بنیادی حقوق (Fundamental Rights)

تمام شہریوں کو بِلا امتیاز معاشرتی، معاشی، سیاسی اور مذہبی حقوق حاصل ہوں گے۔ انھیں فکر و اظہار، تنظیم سازی اور آزادیٔ اجتماع میسر ہوگا تاکہ وہ اپنی شخصیتوں کی بہتر نشوونما کر سکیں۔

7- پسماندہ علاقوں کی ترقی (Development of Backward Areas)

پسماندہ علاقوں کو سیاسی، معاشرتی اور معاشی شعبوں میں شرکت اور ترقی کے مساوی مواقع میسر آئیں گے اور ان کے حقوق کو قانونی تحفظ دیا جائے گا۔

8- اقلیتوں کا تحفظ (Protection of Minorities)

پاکستان کے تمام غیر مسلم شہریوں کو مکمل آزادی و تحفظ ملے گا۔ انھیں اپنے مذہبی فرائض ادا کرنے اور عبادت گاہیں تعمیر کرنے کی آزادی ہوگی۔

9- عدلیہ کی آزادی (Independence of Judiciary)

عدلیہ آزاد اور خود مختار ہوگی۔ اس پر کسی قسم کا دباؤ نہیں ہوگا اور وہ انصاف کے تقاضے اپنے اختیارات کے مطابق پورے کرنے کی حامل ہوگی۔

قراردادِ مقاصد کی اہمیت (Importance of Objectives Resolution)

پاکستان کی آئین سازی کی تاریخ میں قراردادِ مقاصد بہت اہمیت کی حامل ہے۔ اس قرارداد کے ذریعے تخلیقِ پاکستان کے مقاصد کو پورا کرنے کے لیے قرآن وسنّت کی روشنی میں ایک اسلامی معاشرے کے قیام کو ملک کا نصب العین قرار دیا گیا اس لیے اس کو پاکستان کے تینوں دساتیر (1956ء، 1962ء، 1973ء) میں افتتاحیہ کے طور پر شامل کیا گیا ہے۔

ریاستوں اور قبائلی علاقوں کا پاکستان سے الحاق

(Accession of States and Tribal Areas)

دیسی ریاستوں کی بہت بڑی تعداد پاکستان یا بھارت کے علاقوں کے درمیان واقع تھی۔ زیادہ تر ریاستوں نے اپنے فیصلے کر لیے، صرف ریاست جموں و کشمیر، ریاست جوناگڑھ، ریاست حیدرآباد دکن اور ریاست مناوادر کے بارے میں کوئی فیصلہ نہ کیا جاسکا۔ جوناگڑھ اور مناوادر کے والیان نے پاکستان سے الحاق کا فیصلہ کیا لیکن بھارت نے فوج کشی کر کے ان پر قبضہ کر لیا۔ ریاست حیدرآباد دکن کے والی نظام نے اپنی ریاست کو آزاد حیثیت دینے کا عزم کیا لیکن بھارتی افواج نے حملہ کر کے حیدرآباد دکن کو زبردستی بھارت کا حصہ بنا لیا۔

حیدرآباد دکن، جوناگڑھ اور مناوادر میں عوام کی اکثریت غیر مسلم تھی لیکن ریاست جموں و کشمیر کے عوام کی بہت بڑی آبادی مسلمان تھی۔ وہ پاکستان سے وابستہ ہونا چاہتے تھے لیکن ہندو راجہ کی بھارت سے ملی بھگت کی وجہ سے وادیٔ کشمیر میں بھارتی افواج داخل ہوگئیں۔ کشمیر کے عوام نے جنگِ آزادی شروع کر دی۔ بھارتی افواج نے عوامی امنگوں کو کچلنا چاہا لیکن ناکامی ہوئی تو بھارت مسئلہ کشمیر کو اقوامِ متحدہ کی سلامتی کونسل میں لے گیا۔ سلامتی کونسل نے جنگ بندی

کروائی۔ بھارتی وزیر اعظم جواہر لعل نہرو نے امن کے قیام کے بعد رائے شماری کرانے کا وعدہ کیا لیکن جب بھارت نے کشمیر کو پوری طرح جکڑ لیا تو رائے شماری کا وعدہ پسِ پشت ڈال دیا۔ 1948ء، 1965ء اور 1971ء میں دونوں ممالک کے درمیان تین جنگیں ہو چکی ہیں لیکن عوام کے حقِ خود ارادیت کو نظر انداز کیا جا رہا ہے اور ریاست جموں و کشمیر کا تنازعہ انصاف کے مطابق ابھی تک حل نہیں ہو سکا۔

قائداعظمؒ ایک اصول پسند سیاستدان تھے۔ آپؒ نے صرف انھی ریاستوں کو پاکستان میں شامل کیا جنھوں نے اپنی مرضی اور خوشی کے ساتھ پاکستان کے ساتھ الحاق کیا۔ ان ریاستوں میں بہاول پور، خیر پور، خاران اور مکران وغیرہ شامل تھیں۔

قائداعظمؒ نے قبائلی علاقوں کی خود مختاری اور آزادی کی مکمل پاسداری کرنے کا اعلان کیا۔ انگریز دورِ حکومت میں بھی قبائلی علاقے خود مختار اور آزاد تھے۔ جب قبائلی عمائدین نے اپنی مرضی اور رضا مندی سے اپنی خود مختاری اور آزادی کو برقرار رکھتے ہوئے پاکستان کے ساتھ الحاق کیا تو قائداعظمؒ نے غیور اور بہادر قبائلی عوام کو پاکستان کی شمال مغربی سرحدوں کے محافظ قرار دیا۔

قیام پاکستان سے صوبہ سرحد (خیبر پختونخوا) میں دیر، سوات اور چترال کی ریاستوں کا الگ وجود قائم رہا۔ وہاں کے عوام کو وہ سہولیات حاصل نہ تھیں جو مغربی پاکستان کے عوام کو حاصل تھیں۔ چنانچہ 1969ء میں جنرل یحییٰ خاں نے ان ریاستوں کی الگ حیثیت کا خاتمہ کر دیا۔ ان تینوں ریاستوں کو ملا کر مالاکنڈ ڈویژن تشکیل دیا گیا اور اس کو صوبہ سرحد (خیبر پختونخوا) کا ایک انتظامی حصہ بنا دیا گیا۔

1956ء کے آئین کے اہم خدوخال

(Salient Features of Constitution of 1956)

پاکستان کے جغرافیائی عوامل آئین سازی میں تاخیر کا سبب بنے کیونکہ ملک دو غیر مساوی حصوں میں منقسم تھا۔ مشرقی پاکستان کی آبادی زیادہ اور ایک وحدت پر مبنی تھی۔ مغربی پاکستان چار صوبوں اور بارہ ریاستوں پر محیط تھا۔ چنانچہ حکومت نے مغربی پاکستان کے تمام صوبوں اور ریاستوں کو ملا کر ایک صوبہ تشکیل دے دیا۔ 14 اکتوبر، 1955ء کو مغربی پاکستان کا نیا صوبہ وجود میں آیا جو بارہ ڈویژن پر مشتمل تھا۔ اس طرح وفاق مغربی اور مشرقی پاکستان پر مشتمل ہو گیا۔ اس سے نمائندگی کے مسئلے میں حائل رکاوٹیں دور ہو گئیں۔ نواب مشتاق احمد گورمانی مغربی پاکستان کے پہلے گورنر اور ڈاکٹر خان صاحب پہلے وزیر اعلیٰ بنے۔ یہ وحدت 1970ء تک قائم رہی۔ وحدتِ مغربی پاکستان کے بعد

آئین سازی کا کام بہت حد تک آسان ہو گیا۔ پہلی آئین ساز اسمبلی کافی کام مکمل کر چکی تھی۔ اس سے استفادہ کرتے ہوئے وزیر اعظم چودھری محمد علی نے دوسری آئین ساز اسمبلی کی نگرانی میں بڑی کاوش اور تن دہی سے ایک ایسا فارمولا تشکیل دیا جس پر تمام سیاسی گروپوں اور صوبوں نے رضامندی کا اظہار کیا۔ نئے آئین کا مسودہ 9 جنوری، 1956ء کو اسمبلی میں پیش کیا گیا جسے گورنر جنرل کی حتمی منظوری کے بعد پاکستان کے پہلے آئین کے طور پر 23 مارچ، 1956ء کو ملک میں نافذ کر دیا گیا۔ اس آئین کے نمایاں خدوخال درج ذیل ہیں۔

1- تحریری آئین (Written Constitution)

1956ء کا آئین مختصر اور تحریری نوعیت کا تھا۔ یہ آئین 234 دفعات، 13 ابواب اور 6 گوشواروں پر مشتمل تھا۔ آئین کے افتتاحیہ میں قراردادِ مقاصد کو شامل کیا گیا۔

2- لچکدار آئین (Flexible Constitution)

یہ آئین لچکدار نوعیت کا تھا۔ اس میں بدلتے ہوئے حالات کے مطابق تبدیلیوں کی گنجائش تھی۔ قومی اسمبلی کے حاضر ارکان کی دو تہائی اکثریت آئین میں ترمیم کی مجاز تھی جس کی توثیق صدر کرتا تھا۔

3- وفاقی آئین (Federal Constitution)

اس آئین کے تحت پاکستان کو وفاقی ریاست قرار دیا گیا۔ وفاق دو صوبوں مغربی پاکستان اور مشرقی پاکستان پر مشتمل تھا۔ اختیاراتِ حکومت کو مرکز اور صوبوں میں تین فہرستوں میں تقسیم کیا گیا۔ ایک مرکزی حکومت کے اختیارات کی فہرست، دوسری صوبائی حکومتوں کے اختیارات کی فہرست اور تیسری مشترکہ اختیارات کی فہرست تھی جس پر بیک وقت مرکزی اور صوبائی حکومتوں کو قانون سازی کا اختیار تھا۔ آئین میں کافی حد تک صوبوں کو صوبائی خود مختاری دی گئی تھی۔

4- پارلیمانی نظام (Parliamentary System)

یہ آئین پارلیمانی نظام کا حامل تھا۔ ملک کا سربراہ صدر اور حکومت کا سربراہ وزیر اعظم تھا۔ صدر کو برائے نام اختیارات حاصل تھے، اختیارات کا اصل سرچشمہ وزیر اعظم تھا۔ وزیر اعظم اپنی کابینہ چننے کا مجاز تھا لیکن وہ اور اس کی کابینہ قومی اسمبلی کے سامنے اپنے اعمال کے لیے جوابدہ تھی۔ صدر کو قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیاں مل کر پانچ سال کے لیے منتخب کرتی تھیں۔ صدر کا مواخذہ قومی اسمبلی کی دو تہائی اکثریت سے ہی ممکن تھا۔ قومی اسمبلی کی اکثریت وزیر اعظم

کے خلاف عدم اعتماد کا اختیار رکھتی تھی۔

5- یک ایوانی مقننہ (Unicameral Leglislature)

اس آئین کے تحت یک ایوانی مقننہ کا طریقِ کار رائج کیا گیا جس کا نام قومی اسمبلی تھا جو 300 اراکین پر مشتمل تھی۔ 150 مشرقی پاکستان اور 150 مغربی پاکستان سے تھے۔ خواتین کے لیے 10 نشستیں مخصوص تھیں جن میں پانچ مشرقی پاکستان اور پانچ مغربی پاکستان سے منتخب ہونا تھیں۔ اسمبلی کی مدت 5 سال تھی۔

6- عدلیہ کی آزادی (Independence of Judiciary)

اس آئین میں عدلیہ کی آزادی کی ضمانت فراہم کی گئی۔ اعلیٰ ترین عدالت سپریم کورٹ ہوگی۔ دونوں صوبوں میں دو ہائی کورٹس کا قیام عمل میں لایا جائے گا۔ چیف جسٹس اور ججوں کی تقرری صدرِ پاکستان کریں گے۔ ججوں کو ملازمت کا تحفظ حاصل تھا۔ ان کی برطرفی مواخذہ کے ذریعے قومی اسمبلی کی دو تہائی اکثریت سے ممکن تھی جس کی توثیق صدرِ پاکستان نے کرنا تھی۔

7- واحد شہریت (Single Citizenship)

پاکستان میں شہریوں کو صرف واحد شہریت حاصل ہوگی۔ تمام شہری پاکستانی کہلائیں گے۔ امریکہ میں شہریوں کو دوہری شہریت حاصل ہے۔ ایک مرکزی حکومت کی شہریت اور دوسری ریاستوں کی حکومت کی شہریت جبکہ پاکستان میں واحد شہریت کا اصول قائم ہے۔

8- بنیادی حقوق (Fundamental Rights)

آئین کے مطابق شہریوں کو وہ تمام حقوق حاصل ہوں گے جس کی ضمانت اقوامِ متحدہ کے چارٹر میں فراہم کی گئی ہے۔ تمام شہری قانون کی نگاہ میں برابر ہوں گے اور ان کو معاشرتی، سیاسی اور معاشی حقوق عطا کیے جائیں گے۔ کسی شہری کو بلا جواز گرفتار نہیں کیا جائے گا۔ گرفتاری کی صورت میں اسے صفائی کا موقع فراہم کیا جائے گا۔ ان حقوق کو عدالتی تحفظ میسر ہوگا۔ ان حقوق کی پامالی کی صورت میں شہریوں کو عدلیہ سے رجوع کرنے کی اجازت ہوگی۔

9- سرکاری زبانیں (Official Languages)

1956ء کے آئین کے تحت اردو اور بنگالی دونوں زبانوں کو سرکاری زبان کے طور پر تسلیم کیا گیا لیکن ساتھ یہ وضاحت کی گئی کہ آئندہ پچیس سال تک انگریزی دفتری زبان کی حیثیت سے رائج رہے گی۔

10- اسلامی دفعات (Islamic Provisions)

آئین کی رُو سے پاکستان کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان رکھا گیا۔ صدر لازمی طور پر مسلمان ہوگا۔ قراردادِ مقاصد کو آئین کے دیباچے میں شامل کیا گیا جس کی رو سے حاکمیت اللہ تعالیٰ کی ہوگی اور اختیارات کو عوامی نمائندے ایک مقدس امانت کے طور پر قرآن وسنّت کے مطابق استعمال کریں گے۔ عوام اپنی انفرادی و اجتماعی زندگیوں کو اسلام کے مطابق گزاریں گے۔ کوئی قانون قرآن وسنّت سے متصادم نہ بنایا جائے گا اور نہ ہی نافذ العمل ہوگا۔ ملک سے سُود، عصمت فروشی، جُوا اور شراب کی لعنت کا خاتمہ کیا جائے گا۔ پاکستان کو ایک فلاحی مملکت بنایا جائے گا۔

11- آئینی ادارے (Constitutional Institutions)

اس آئین کے تحت مختلف آئینی ادارے قائم کیے گئے جن میں ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، پبلک سروس کمیشن، چیف الیکشن کمشنر اور آڈیٹر جنرل قابلِ ذکر ہیں۔ یہ تمام ادارے اپنے دائرۂ اختیارات میں عمل کرنے کے مجاز تھے۔

آئین کی منسوخی

1956ء کا آئین نو سال کی انتھک محنت اور کوششوں کے بعد منظور ہوا، مگر پاکستان کے مخصوص حالات اور سیاست دانوں کی باہمی چپقلش، جمہوری اداروں میں فوج اور بیوروکریسی کی بے جا مداخلت، اعلیٰ قیادت کے فُقدان اور گورنر جنرل کی حکومتی معاملات میں بے جا من مانی نے آئین کو زیادہ دیر تک چلنے نہ دیا۔ 1956ء کا یہ آئین دو سال اور 7 ماہ تک نافذ رہا جس کے بعد اکتوبر 1958ء میں پاکستان آرمی کے کمانڈر انچیف جنرل محمد ایوب خان نے ملک کی جمہوری حکومت کو برطرف کر کے فوجی حکومت قائم کر دی اور تمام اختیارات خود سنبھال لیے۔ جنرل محمد ایوب خان نے 1956ء کا آئین منسوخ کر دیا۔ تمام وفاقی و صوبائی اسمبلیاں ختم کر دیں اور خود صدرِ پاکستان اور چیف مارشل لا ایڈمنسٹریٹر کا عہدہ سنبھال لیا۔

صدر جنرل ایوب خان

ایوب خان کا دور 1958-1969ء
(Ayub Khan Era 1958-1969)

مارشل لا 1958ء (Martial Law 1958)

جنرل محمد ایوب خان نے اکتوبر 1958ء میں درج ذیل وجوہات کو جواز بنا کر مارشل لا لگا دیا۔ اس مارشل لا کے اہم اسباب درج ذیل ہیں ۔

1- اقتدار کی کشمکش (Political Conflict)

قیامِ پاکستان کے بعد اقتدار کی کشمکش سے مسلم لیگ میں دھڑے بندیاں پیدا ہو گئیں۔ اسی کشمکش سے فائدہ اٹھاتے ہوئے گورنر جنرل غلام محمد نے دو بار اسمبلی توڑی۔ چنانچہ سیاسی کشمکش نے ملک میں پہلے مارشل لا کی راہ ہموار کی۔

2- معاشی بدحالی (Poor Economic Condition)

سیاسی عدم استحکام کے ساتھ ساتھ پاکستان میں معاشی بدحالی کا دور دورہ شروع ہو گیا۔ ایک زرعی ملک ہونے کے باوجود پاکستان میں خوراک کی قلت پیدا ہو گئی۔ معاشی بدحالی اس انتہا تک پہنچ گئی کہ ملک کے بعض علاقوں میں قحط جیسے آثار پیدا ہو گئے۔

3- سیاسی قیادت کا فقدان (Lack of Political Leadership)

قائداعظمؒ، لیاقت علی خان اور حسین شہید سہروردی کے بعد پاکستان اہل سیاسی قیادت سے محروم ہو گیا اور ملک کی باگ ڈور ایسے سیاسی قائدین کے ہاتھوں میں آگئی جو نہ تو عوام میں قومی وحدت پیدا کر سکے اور نہ عوامی مسائل حل کر سکے۔

4- سمگلنگ اور اقربا پروری (Smuggling and Nepotism)

مارشل لا کی ایک وجہ سمگلنگ، چور بازاری، اقربا پروری اور ناجائز مراعات کا حصول بھی تھی۔ عوام کا کوئی پُرسانِ حال نہ تھا۔ متوسط طبقہ کسمپرسی کی زندگی بسر کر رہا تھا۔ پورے ملک کا نظام درہم برہم ہو گیا تھا۔

5- بیوروکریسی کا کردار (Role of Bureaucracy)

بیوروکریسی نے انتہائی غیر ذمہ دارانہ روّیے کا مظاہرہ کرتے ہوئے ملک میں جمہوریت کو ناکام کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ بااثر ہونے کے باعث ان کے دلوں میں اقتدار کی ہوس پیدا ہونے لگی جو مارشل لا کے نفاذ کا باعث بنی۔

6- ایوب خان کی سیاست (Ayub Khan's Politics)

سیاستدانوں کی باہمی رسہ کشی اور سیاسی عدم استحکام کے نتیجے میں گورنر جنرل غلام محمد نے جنرل ایوب خان کو وزیرِ دفاع کی حیثیت سے کابینہ میں شامل کیا جس کی وجہ سے غیر یقینی حالات پیدا ہو گئے۔

7- صوبائی تعصبات (Provincial Prejudices)

مارشل لا کی آمد کا ایک سبب صوبائی تعصبات کا فروغ بھی تھا۔ سیاستدانوں نے اقتدار تک پہنچنے کے لیے ملکی سلامتی کی پرواہ کیے بغیر عوامی جذبات کو خوب بھڑکایا۔ ایک ہی ملک کے عوام ایک دوسرے سے بیزار ہونے لگے جبکہ

برسرِ اقتدار طبقے نے اس خطرناک رُجحان کو روکنے کی طرف کوئی توجہ نہ دی۔

8- سیاسی عدمِ استحکام (Political Instability)

1953ء سے 1958ء کے دوران دو گورنر جنرلوں نے چھے وزارتوں کو تشکیل دیا۔اس سیاسی عدمِ استحکام اور پارلیمانی نظام کی ناکامی کے نتیجے میں سیاسی بحران پیدا ہو گیا۔عوام سیاستدانوں سے متنفر ہو گئے اور ان کا جمہوریت پر سے اعتماد اُٹھ گیا جو مارشل لا کا سبب بنا۔

9- انتخابات کا التوا (Delay in Elections)

قیامِ پاکستان کے پہلے گیارہ سالوں میں کبھی عام انتخابات نہ کرائے گئے۔صرف صوبوں میں باری باری انتخاب کرایا گیا۔1956ء کا آئین پاس ہونے کے بعد توقع کی جارہی تھی کہ ایک سال کے اندر عام انتخابات منعقد ہو جائیں گے لیکن ایسا نہ ہوسکا۔

بنیادی جمہوریتوں کا نظام 1959ء
(Basic Democracies System 1959)

1959ء میں صدر ایوب خان نے بنیادی جمہوریتوں کا ایک نیا نظام متعارف کرایا جس کے تحت عوام کو بنیادی جمہوریت کے ممبران کا انتخاب کرنا تھا۔بنیادی جمہوریتوں کے ممبران کی کُل تعداد 80 ہزار تھی۔1962ء کے آئین کے تحت ان ممبران کو صدر، صوبائی اور مرکزی اسمبلیوں کے اراکین کے انتخاب کے لیے انتخابی ادارہ کی حیثیت بھی حاصل تھی۔یہ نظام بنیادی طور پر درج ذیل پانچ مراحل پر مشتمل تھا۔

1- یونین کونسل اور یونین کمیٹی
2- تحصیل کونسل اور تھانہ کونسل
3- ڈسٹرکٹ کونسل
4- ڈویژنل کونسل
5- صوبائی مشاورتی کونسل

1- یونین کونسل اور یونین کمیٹی

یونین کونسل بنیادی جمہوریتوں کا ابتدائی ادارہ تھا۔اسے دیہی علاقوں کے لیے یونین کونسل اور شہری علاقوں میں یونین کمیٹی کہتے تھے۔اس میں ایک ہزار سے پندرہ سو ووٹر براہِ راست اپنے میں سے ایک نمائندہ منتخب کرتے تھے جس کو بی ڈی ممبر کہتے تھے۔ان کے فرائض میں صحت وصفائی، روشنی کا انتظام، مسافر خانوں کا انتظام، پیدائش و اموات کا ریکارڈ رکھنا وغیرہ شامل تھا۔

یونین کونسل اور یونین کمیٹی کے علاوہ مقامی سطح پر دس ہزار سے بیس ہزار آبادی والے قصبات میں قصبہ کمیٹی،

دس ہزار سے تیس ہزار کی آبادی والے ٹاؤنز میں ٹاؤن کمیٹی، تیس ہزار سے پانچ لاکھ والے شہروں میں میونسپل کمیٹی، پانچ لاکھ سے زیادہ آبادی والے شہروں میں میونسپل کارپوریشن اور چھاؤنیوں میں ترقیاتی کاموں کے لیے کنٹونمنٹ بورڈ بنائے گئے۔

2- تحصیل کونسل اور تھانہ کونسل

مغربی پاکستان میں تحصیل کونسل اور مشرقی پاکستان میں تھانہ کونسل دوسرا مرحلہ تھا۔ اس کا چیئرمین ڈویژنل آفیسر کہلاتا تھا۔ اس میں سرکاری اہل کار، نامزد ارکان اور منتخب عوامی نمائندے شامل ہوتے تھے۔ ان کے فرائض میں اپنے علاقوں میں تعلیمی اور معاشی منصوبوں کی تیاری وغیرہ شامل تھے۔

3- ڈسٹرکٹ کونسل

ضلعی سطح پر ڈسٹرکٹ کونسل قائم تھی جس کا سربراہ ڈپٹی کمشنر تھا۔ اس کونسل میں آدھی تعداد سرکاری اور غیر سرکاری (نامزد) اراکین کی ہوتی تھی اور آدھی تعداد منتخب نمائندوں کی ہوتی تھی۔ ان کے فرائض میں سڑکیں بنانا، سکولوں کا قیام، صحت وصفائی کا انتظام، ہسپتالوں کا قیام، امراض کی روک تھام کے اقدامات کرنا، آب رسانی کا مناسب بندوبست کرنا اور امدادِ باہمی کا فروغ وغیرہ شامل تھے۔

4- ڈویژنل کونسل

ڈویژن کی سطح پر قائم اس ادارے کا سربراہ ڈپٹی کمشنر کہلاتا تھا۔ ضلع کی تمام یونین کونسلیں، یونین کمیٹیاں اور ٹاؤن کمیٹیاں اس میں نمائندگی رکھتی تھیں۔ اس کونسل میں بھی سرکاری اور نامزد ارکان شامل تھے۔ ڈویژن کے مختلف محکموں کی جانچ پڑتال اور مختلف اصلاحی سرگرمیوں کے لیے سفارشات تیار کرنا وغیرہ اس کونسل کے فرائض میں شامل تھا۔

5- صوبائی مشاورتی کونسل

تمام ڈویژنوں کے نمائندوں پر مشتمل صوبائی مشاورتی کونسل قائم کی گئی جو براہِ راست گورنر کے ماتحت تھی۔ یہ کونسل پورے صوبے کے بنیادی جمہوریتوں کے اداروں کی کارکردگی پر نظر رکھنے اور ان کی سرگرمیوں کو مربوط کرنے کے فرائض انجام دیتی تھی جبکہ گورنر اپنی کارکردگی کی رپورٹ براہِ راست صدرِ پاکستان کو پیش کرنے کا ذمہ دار تھا۔

مسلم فیملی لاز آرڈی نینس (عائلی قوانین) 1961ء

(Muslim Family Laws Ordinance 1961)

صدر ایوب خان نے مسلم فیملی لاز آرڈی نینس 1961ء نافذ کیا جس کے مطابق:

- ☆ نکاح کو یونین کونسل میں رجسٹرڈ کرانا لازمی قرار دیا گیا۔
- ☆ پہلی بیوی اور یونین کونسل کے چیئرمین کی اجازت کے بغیر دوسری شادی کی ممانعت کر دی گئی۔
- ☆ شادی کے لیے لڑکے کی عمر کم از کم اٹھارہ سال اور لڑکی کی عمر سولہ سال مقرر کی گئی۔
- ☆ طلاق وغیرہ کی صورت میں مدت عِدت نوے دن مقرر کی گئی۔
- ☆ یتیم پوتے کو بھی وراثت میں حقدار تسلیم کر لیا گیا۔
- ☆ پاکستان کی بڑھتی ہوئی آبادی کو خاندانی منصوبہ بندی کے ذریعے کنٹرول کیا جائے گا۔

علما کرام کے ایک گروہ نے اس آرڈی نینس کی مخالفت کی اور اسے اسلام کے خلاف قرار دیا لیکن عوام کی اکثریت نے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کو قبول کر لیا۔

1962ء کے آئین کے اہم خدوخال

(Salient Features of Constitution of 1962)

فروری 1960ء میں ایوب خان نے سابق چیف جسٹس شہاب الدین کی سرکردگی میں آئین سازی کے لیے ایک دس رکنی آئینی کمیشن تشکیل دیا جس نے اپنی سفارشات مئی 1961ء میں صدرِ مملکت کو پیش کر دیں۔ بعد ازاں صدر نے وزیرِ خارجہ منظور قادر کی قیادت میں کابینہ کے سات ارکان پر مشتمل ایک آئینی کمیٹی بنائی جس نے آئینی کمیشن کی سفارشات کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنی مرضی سے آئینی سفارشات مرتب کیں جنھیں گورنروں کی کانفرنس میں منظور کر لیا گیا۔ اس طرح آئین مکمل کر لیا گیا۔ 8 جون، 1962ء کو صدر محمد ایوب خان نے ایک صدارتی حکم کے ذریعے اس آئین کو ملک میں نافذ کر دیا۔ اس کے نمایاں خدوخال درج ذیل ہیں۔

1- تحریری آئین (Written Constitution)

1962ء کا آئین 250 دفعات، 5 گوشواروں، 8 ترامیم اور مارشل لا کے 31 ضوابط پر مشتمل ایک تحریری آئین تھا۔ اسے 12 حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔

2- وفاقی آئین (Federal Constitution)

1962ء کے آئین کے مطابق پاکستان دو صوبوں پر مشتمل وفاق تھا۔ قومی اسمبلی میں دونوں صوبوں یعنی مشرقی ومغربی پاکستان کو یکساں نمائندگی دی گئی۔ انتخابی ادارے میں بھی دونوں صوبوں کے نمائندوں کی تعداد یکساں یعنی چالیس، چالیس ہزار تھی۔ آئین میں مرکزی حکومت کے اختیارات کی وضاحت کی گئی۔ باقی ماندہ اختیارات صوبوں کو عطا کیے گئے۔

3- صدارتی آئین (Presidential Constitution)

اس آئین کے تحت صدارتی طرزِ حکومت کا تجربہ کیا گیا۔ صدر سربراہ مملکت اور سربراہ حکومت بھی تھا، جس کا انتخاب بنیادی جمہوریتوں کے 80 ہزار اراکین پر مشتمل انتخابی ادارہ 5 سال کے لیے کرتا تھا۔ تمام انتظامی اختیارات کا محور صدر تھا۔ اس کو قانون سازی کے وسیع اختیارات تفویض کیے گئے تھے۔ کابینہ کے ارکان قومی اسمبلی کی بجائے صدر کے سامنے جوابدہ تھے۔ کلیدی آسامیوں کی تمام تقرریاں صدر کے ہاتھ میں تھیں۔

4- استوار آئین (Rigid Constitution)

اس آئین کے تحت قومی اسمبلی کی دو تہائی اکثریت آئین میں ترمیم کر سکتی تھی لیکن اس ترمیم کے مؤثر ہونے کے لیے صدرِ مملکت کی منظوری لازمی قرار دی گئی۔

5- یک ایوانی مقننہ (Unicameral Legislature)

1956ء کے آئین کی طرح 1962ء کے آئین میں بھی یک ایوانی مقننہ ترتیب دی گئی جسے قومی اسمبلی کا نام دیا گیا جس کو بالواسطہ انتخاب کے ذریعہ انتخابی ادارہ 5 سال کے لیے منتخب کرتا تھا۔ اس میں دونوں صوبوں کو مساوی نمائندگی حاصل تھی۔

6- واحد شہریت (Single Citizenship)

1956ء کے آئین کی طرح 1962ء کے آئین میں بھی واحد شہریت کا اصول اپنایا گیا۔ پاکستان کے تمام شہری صرف پاکستان کے شہری تھے مشرقی یا مغربی پاکستان کے نہیں۔

7- بنیادی حقوق (Fundamental Rights)

آئین میں بنیادی شہری حقوق شامل کیے گئے اور ان کے تحفظ کی ضمانت بھی فراہم کی گئی۔ ان حقوق کے منافی کوئی قانون سازی ممکن نہ تھی۔ حکومت کا کوئی شعبہ بنیادی حقوق کے خلاف اقدام نہیں کر سکتا تھا۔ اہم ترین بنیادی حقوق میں تحریر و تقریر کی

آزادی، اجتماع وانجمن سازی، مذہبی آزادی اور جان و مال کا تحفظ شامل تھا۔

8- اسلامی دفعات (Islamic Provisions)

اس آئین میں قراردادِ مقاصد کو ابتدائیہ کے طور پر شامل کیا گیا جس میں یہ وضاحت کی گئی کہ پوری کائنات کی حاکمیت بلاشرکتِ غیرے، اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے۔ پاکستان کے عوام قرآن وسنّت کی حدود میں رہتے ہوئے حاکمیت کو ایک مقدّس امانت کی حیثیت سے استعمال کرنے کے پابند ہیں۔ ملک کا نام پہلے ''جمہوریہ پاکستان'' رکھا گیا لیکن عوام کے اصرار پر آئین میں ترمیم کے ذریعے ''اسلامی جمہوریہ پاکستان'' رکھا گیا۔ صدرِ مملکت کا مسلمان ہونا لازمی قرار دیا گیا۔ پاکستان کے عوام کو اپنی انفرادی واجتماعی زندگیاں اسلامی اُصولوں کے مطابق بسر کرنے کے قابل بنایا جائے گا اور اسلامی تعلیمات سے متصادم کوئی قانون سازی نہیں کی جائے گی۔

9- اسلامی مشاورتی کونسل (Islamic Advisory Council)

صدرِ پاکستان، گورنروں، مرکزی اور صوبائی اسمبلیوں کو قانونی معاملات میں مشورے دینے کے لیے ایک اسلامی مشاورتی کونسل تشکیل دی جائے گی تاکہ قانون سازی اسلام کے مطابق ممکن ہو اور موجودہ قوانین کو اسلام کے مطابق ڈھالا جاسکے۔ اسلامی مشاورتی کونسل عملاً ایک بے اختیار ادارہ تھی، اس کی رائے کی حیثیت صرف مشاورتی تھی۔ حکومت اس کو قبول کرنے کی پابند نہ تھی۔

10- قومی زبانیں (National Languages)

اردو اور بنگالی دونوں کو قومی زبانوں کی حیثیت دی گئی لیکن انگریزی کو اس وقت تک سرکاری زبان کی حیثیت حاصل رہے گی جب تک قومی زبانیں دفتری حیثیت اختیار نہیں کرلیتیں۔

11- بالواسطہ جمہوریت (Indirect Democracy)

براہِ راست انتخاب کا طریقہ ختم کرکے بالواسطہ جمہوریت کا نیا نظام رائج کیا گیا۔ اس نظام کو بنیادی جمہوریتوں کا نام دیا گیا۔ صدر، قومی اسمبلی اور دونوں صوبائی اسمبلیوں کے انتخاب کے لیے ایک انتخابی ادارہ قائم کیا گیا۔ جس کے ارکان کی تعداد 80 ہزار تھی۔ ان کو عوام منتخب کرتے تھے۔ یہ ارکان دونوں صوبوں سے یکساں تعداد میں لیے جاتے تھے۔

انتخابات 1965ء (Elections 1965)

صدر ایوب خان نے حکومت چلانے کے لیے 1959ء میں بنیادی جمہوریت کے نظام کے تحت 80 ہزار بنیادی جمہوریت کے ارکان کا انتخاب کیا اور مارشل لا کے دوران ان ارکانِ بنیادی جمہوریت سے اپنی صدارت کی توثیق کرائی۔ ان ارکان کی مدت 1965ء میں ختم ہو رہی تھی لہٰذا نومبر 1964ء میں ان کا دوبارہ انتخاب کرایا گیا۔ 1962ء کے آئین کے مطابق ان ارکان کو صدر، صوبائی اور مرکزی اسمبلیوں کے انتخاب کے لیے انتخابی ادارے کی حیثیت حاصل تھی۔ ایوب خان نے صدارتی الیکشن جنوری 1965ء میں کرانے کا اعلان کیا۔ متحدہ حزب مخالف نے ایوب خان کے مقابلے میں قائداعظمؒ کی ہمشیرہ مادرِ ملّت محترمہ فاطمہ جناحؒ کو صدارتی امیدوار کے طور پر نامزد کیا۔ بنیادی جمہوریت کے ارکان نے ایوب خان کو بھاری اکثریت سے صدر منتخب کیا۔ عوامی رائے کے مطابق ایوب خان کو بالواسطہ طریقہ انتخاب، دھن، دھونس اور دھاندلی سے کامیاب کرایا گیا۔ اس لیے 1965ء کا صدارتی انتخاب عوامی خواہشات کے خلاف تھا۔

1965ء کے انتخابات کے اثرات

ایوب خان کے قائم کردہ بنیادی جمہوریتوں کے نظام پر برملا تنقید ہونے لگی اور یہ کھلم کھلا کہا جانے لگا کہ اس نظام میں ایوب خان کے مقابلے میں کوئی بھی شخصیت کامیاب نہیں ہو سکتی۔ ایوب خان نے بنیادی جمہوریتوں کو انتخابی ادارے کی حیثیت دے کر جمہوریت کا گلا گھونٹ دیا، اس لیے عوام نے اس نظام کو مُسترد کر دیا۔ اس سے ایوب خان کی مقبولیت میں نمایاں کمی ہوئی چنانچہ بنیادی جمہوریتوں کا نظام ایوب خان کے زوال کا ایک اہم سبب بنا۔ پاکستان کی حزبِ مخالف کی تمام سیاسی جماعتوں نے ان نام نہاد انتخابات میں ایوب خان پر دھاندلی کا الزام لگایا اور ملک میں جمہوریت کی بحالی کے لیے عوامی رابطہ مہم کا آغاز کر دیا۔

پاک بھارت جنگ 1965ء
(Indo-Pak War 1965)

ستمبر 1965ء میں بھارت نے اپنے توسیع پسندانہ عزائم کی تکمیل کے لیے پاکستان کے خلاف کھلی جارحیت کا مظاہرہ کیا اور 6 ستمبر کی رات پاکستان پر حملہ کر دیا۔ اگرچہ پاکستان کے فوجی اور اقتصادی وسائل بھارت کے

مقابلے میں بہت کم تھے لیکن پاکستان کی مسلح افواج نے جذبہ جہاد سے سرشار ہو کر اپنے سے کئی گنا بھاری دشمن کو ذلت آمیز شکست سے دوچار کیا۔ سترہ روز تک جاری رہنے والی ستمبر 1965ء کی جنگ کے واقعات بیان کرنے سے پہلے اس تاریخی جنگ کی وجوہات کا مختصر جائزہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

1- پاکستان کا قیام ہندوؤں کی مرضی کے خلاف عمل میں آیا تھا اس لیے انھوں نے پاکستان کو کبھی دل سے قبول نہ کیا۔ پاکستان کی حیران کُن ترقی اور استحکام ان کی آنکھوں میں کانٹے کی طرح کھٹکنے لگا چنانچہ انھوں نے پاکستان کو تباہ کرنے کے لیے جارحانہ اقدامات شروع کر دیے۔

2- ستمبر 1965ء کی جنگ کی اصل وجہ مسئلہ کشمیر ہے۔ بھارت نے کشمیری عوام کی مرضی کے خلاف کشمیر پر

پاک فوج دشمن کے خلاف گولہ باری کرتے ہوئے

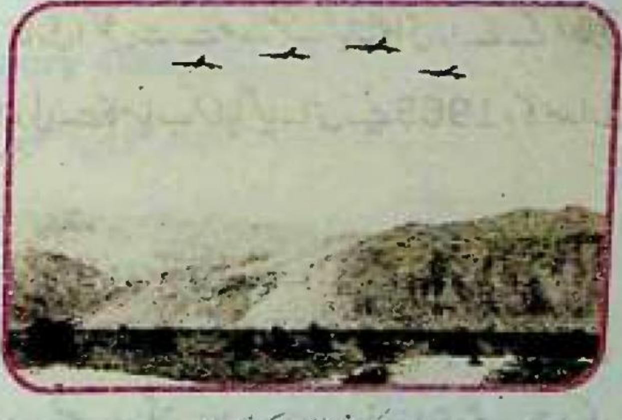

پاک فضائیہ کے شاہین

قبضہ کر رکھا ہے۔ کشمیر کے عوام پاکستان کے ساتھ الحاق کے حامی ہیں مگر بھارت سلامتی کونسل کی قرارداد کے مطابق رائے شماری کرانے کے وعدے سے ٹال مٹول کرتا رہا۔ کشمیری عوام کی اخلاقی مدد کرنے اور مسئلہ کشمیر کو پوری دنیا میں اٹھانے کی پاداش میں بھارت نے پاکستان پر ستمبر 1965ء کی جنگ مسلّط کر دی۔

3- بھارت نے اپنی طاقت کے نشے میں 1962ء میں چین سے جنگ چھیڑلی اور منہ کی کھائی پھر اس نے اس خفت کو مٹانے کے لیے مئی 1965ء میں رَن کچھ کے متنازعہ علاقے پر قبضہ جمانے کی کوشش کی لیکن پاکستانی فوج کے ہاتھوں اسے ذلت آمیز شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ چنانچہ اپنا کھویا ہوا وقار بحال کرنے کے لیے بھارت نے پاکستان کے خلاف جنگ شروع کر دی۔

4- بھارت میں عام انتخابات ہونے والے تھے کانگرس پارٹی یہ انتخابات جیتنا چاہتی تھی۔ اس نے پاکستان کو فتح کرنے کا فیصلہ کیا تاکہ ووٹروں سے ووٹ حاصل کیے جا سکیں۔

جنگ کے واقعات

صدرِ پاکستان جنرل ایوب خان ریڈیو پر قوم سے خطاب کرتے ہوئے

جنگ شروع ہوئی تو صدرِ پاکستان جنرل ایوب خان نے ریڈیو پر ہنگامی حالات کا اعلان کیا اور قوم سے خطاب کرتے ہوئے کہا: ''پاکستان کے عوام اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھیں گے جب تک کے بھارتی توپوں کے دہانے مستقل طور پر سرد نہیں ہو جاتے۔ بھارتی حکمران نہیں جانتے کہ انھوں نے کس بہادر قوم کو للکارا ہے۔ ہمارے صف شکن سپاہی دشمن کو پسپا کرنے کے لیے آگے بڑھ رہے ہیں۔ پاکستان کی افواج دشمن کے حملے کا منہ توڑ جواب دے گی۔'' صدرِ پاکستان نے قوم کو پکارتے ہوئے کہا ''مردانہ وار آگے بڑھو اور دشمن پر ٹوٹ پڑو، خدا تمہارا حامی و ناصر ہو' جنگ کے واقعات کو ذیل میں مختصراً بیان کیا جاتا ہے۔

لاہور

بھارت نے 6 ستمبر، 1965ء کو علی الصبح لاہور شہر پر تین اطراف واہگہ، برکی اور قصور سے حملہ کر دیا۔

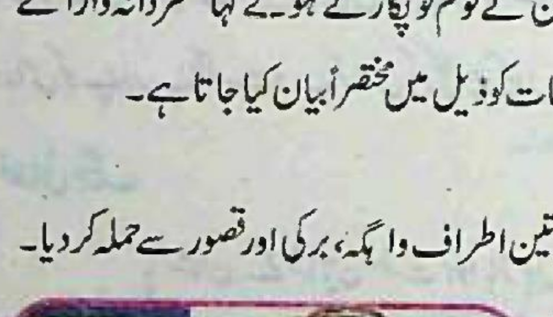

میجر عزیز بھٹی شہید (نشانِ حیدر)

پاکستان کی بہادر افواج نے نہ صرف بھارتی یلغار کو روکا بلکہ دشمن کو بی آر بی نہر بھی نہ پار کرنے دی۔ اسی محاذ پر میجر عزیز بھٹی شہید نے ایک فوجی کمپنی کے ساتھ کئی روز تک دشمن کی پیش قدمی کو روکے رکھا اور آخرکار شہادت پائی۔ حکومت پاکستان نے اس عظیم کارنامے پر انھیں ''نشانِ حیدر'' عطا کیا۔

قصور

بھارت نے قصور کی طرف سے لاہور پر قبضہ کرنے کی کوشش کی لیکن پاکستان کے شیروں نے فوری طور پر حملہ پسپا کر دیا۔ اگلے روز پاکستان کی بہادر فوج نے جوابی حملہ کیا اور دشمن کے علاقے کھیم کرن پر قبضہ کر لیا۔ بعد ازاں بھارت نے ہیڈ سلیمانکی کی طرف نیا محاذ کھولا لیکن وہاں بھی اسے منہ کی کھانی پڑی۔

سیالکوٹ

لاہور اور قصور میں ناکامی کے بعد بھارت نے ٹینکوں اور بکتر بند ڈویژن کے ساتھ سیالکوٹ کے علاقے چونڈہ پر حملہ کر دیا۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد یہ دنیا میں سب سے بڑا زمینی حملہ تھا۔ بھارت کا ارادہ تھا کہ سیالکوٹ سے جی ٹی روڈ پر قبضہ کر کے لاہور کا دوسرے شہروں سے رابطہ کاٹ دیا جائے لیکن پاکستان کی بہادر فوج نے اپنے سے کئی گنا بڑے دشمن کا مقابلہ کرتے ہوئے وہ بڑے کارنامے سرانجام دیے کہ دنیا کے دفاعی ماہرین حیران رہ گئے اور چونڈہ کا محاذ بھارتی ٹینکوں کا قبرستان بن گیا۔

راجستھان

ہر محاذ پر شکست سے بوکھلا کر بھارت نے جنگ کا دائرہ کار راجستھان رک پھیلا دیا اور حیدر آباد پر قبضہ کرنے کی غرض سے پیش قدمی کی مگر یہاں پاکستانی فوج نے حُر مجاہدین کے ساتھ مل کر دشمن کے چھکے چھڑوا دیے اور اس کو پے در پے شکست دے کر اس کی کئی چوکیوں پر قبضہ کر لیا۔

فضائی جنگ

پاک فضائیہ کے جانباز پائلٹ ایم۔ ایم عالم

پاکستان کے شاہین صفت ہوابازوں نے جنگ کے ابتدائی دنوں میں بھارتی ہوابازون پر برتری حاصل کر لی تھی۔ پاکستانی فضائیہ نے دشمن پر کاری ضرب لگاتے ہوئے پٹھانکوٹ، جودھ پور، آدم پور، ہلواڑہ، جام نگر، جموں اور سری نگر کے اہم بھارتی ہوائی اڈوں پر ٹھیک نشانے لگا کر درجنوں بھارتی طیارے تباہ کر کے بھارتی فضائیہ کی کمر توڑ کر رکھ دی۔ بھارت نے سرگودھا میں پاک فضائیہ کے اڈے کو نشانہ بنانے کے لیے کئی حملے کیے لیکن ہر بار ناکامی سے دوچار ہوا۔ اسی جنگ میں لاہور کے مقام پر سکواڈرن لیڈر محمد محمود عالم (ایم۔ ایم عالم) نے بھارت کے پانچ لڑاکا طیارے گرا کر نیا عالمی ریکارڈ قائم کیا۔

بحری جنگ

جنگ کے دوران چوکس پاک بحریہ

جنگ کے دوران پاکستانی بحریہ بھی پوری طرح چوکس رہی۔ اس نے کاٹھیاواڑ کے ساحل پر واقع دوارکا کے مشہور بھارتی بحری اڈے کو تباہ کر کے ایک عظیم کارنامہ سرانجام دیا۔ جب بھارت نے پاک بحریہ کا مقابلہ کرنے کے لیے اُس کے ایک یونٹ پر اچانک حملہ کیا تو پاک بحریہ نے بھارت کا ایک جنگی بحری جہاز ڈبو دیا اور باقی بھارتی بحری جہاز دُم دبا کر بھاگ گئے۔

جنگ بندی

اقوامِ متحدہ کی کوششوں سے یہ جنگ 23 ستمبر، 1965ء کو سحری کے وقت بند ہوئی۔

جنگ کے اثرات

1- پاکستان بین الاقوامی شہرت اختیار کر گیا اور اس کے وقار میں اضافہ ہوا۔

2- مسئلہ کشمیر کی اہمیت ایک بار پھر اُجاگر ہوئی۔

3- پاکستان کو امریکہ اور یورپ والوں کے دوغلے پن سے آگاہی حاصل ہوئی۔

4- چین نے اس نازک وقت میں جس طرح پاکستان کا ساتھ دیا اس سے پاکستانیوں کو دوست اور دشمن میں تمیز ہو گئی۔

5- اس جنگ میں برادر اسلامی ممالک نے پاکستان کا بہت ساتھ دیا جس سے پاکستانیوں کے سر فخر سے بلند ہو گئے۔

پاکستانی عوام میں اتحاد اور قومی یکجہتی

1- اس جنگ نے حزبِ مخالف کے لیڈروں کو بھی اپنا طرزِ عمل بدلنے پر مجبور کر دیا۔ انھوں نے صدر ایوب خاں کو مکمل تعاون کی پیشکش کی۔

2- اس جنگ کی بدولت پاکستان کے عوام میں اتحاد اور قومی یکجہتی کی روح بیدار ہوئی۔ ساری قوم نے نظم وضبط اور اتحاد کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے داخلی اختلافات ختم کر دیے اور دشمن کے مقابلے میں ڈٹ گئی۔

3- ایک ادنیٰ ملازم سے افسر تک اور ایک مزدور سے تاجر تک سبھی نے قومی جذبے سے سرشار ہو کر دشمن کے مقابلے کے لیے حکومت سے مکمل تعاون کیا اور دل کھول کر دفاعی چندہ دیا۔

4- عوام نے ہسپتالوں میں پہنچ کر اپنے مجاہدین بھائیوں کے لیے خون کا عطیہ دیا اور محاذ پر پہنچ کر فوج کو اپنی خدمات پیش کیں۔

5- پاکستانی فنکاروں نے اپنے فن کے ذریعے غازی بھائیوں کے حوصلوں کو بلند رکھا، حتیٰ کہ پوری قوم نے دشمن کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور اسے شکست دے کر فتح و نصرت کا علم بلند کیا۔

معاشی ترقی
(Economic Development)

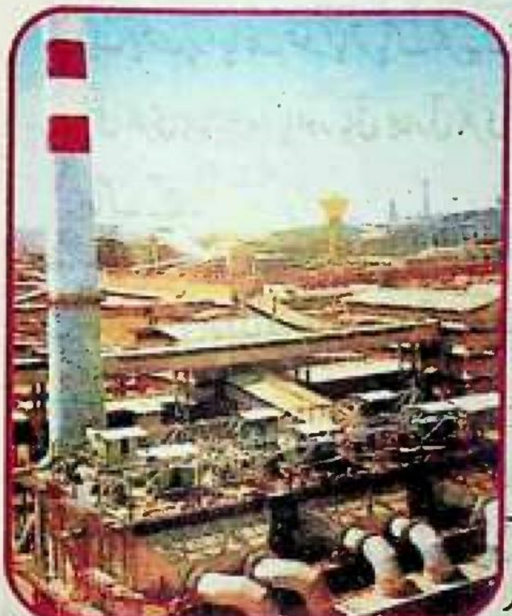

ایک کارخانے کا منظر

معاشی ترقی سے مراد کسی پسماندہ معیشت کا ترقی یافتہ معیشت کی طرف گامزن ہونا ہے۔ یہ ایک ایسا عمل ہے کہ جس کے دوران جدید اور ترقی یافتہ ذرائع کو اختیار کر کے، انسانی وسائل کا بہتر استعمال یقینی بنایا جاتا ہے، اور سرمایاتی ذرائع کو بروئے کار لاتے ہوئے معیشت میں ایسی تبدیلیاں لائی جاتی ہیں کہ ملک کی خام قومی آمدنی بڑھتی ہے۔ لوگوں کا معیارِ زندگی بلند ہوتا ہے۔ عوام الناس کو تعلیم، صحت، روزگار اور تفریح کے بہتر مواقع ہاتھ ملتے ہیں۔

ایوب خاں کی مارشل لا حکومت نے وزارتِ خزانہ کا قلمدان عالمی بینک کے ماہر معاشیات محمد شعیب کے سپرد کیا۔ انھوں نے درآمدات اور برآمدات پر مؤثر کنٹرول کیا جس سے ملکی تجارت میں برآمدات کی حوصلہ افزائی سے زرِ مبادلہ کی خاصی بچت ہوئی۔ صنعت و حرفت کی ترقی کے لیے لائسنس جاری کیے گئے اور نئی صنعتیں قائم ہوئیں جس سے 1960ء کے عشرہ کے دوران پاکستان میں صنعتی شعبہ استحکام کی طرف گامزن ہوا۔ اس معاشی ترقی سے عوام اور تاجر پیشہ لوگ خوشحال ہوئے۔ اس عرصہ میں دوسرا پانچ سالہ ترقیاتی منصوبہ (1960-65ء) اور تیسرا پانچ سالہ ترقیاتی منصوبہ (1965-70ء) بنائے گئے۔

دوسرا پانچ سالہ ترقیاتی منصوبہ (1960-1965ء)

دوسرا پانچ سالہ ترقیاتی منصوبہ پہلے منصوبے 1955-1960ء کی مدت اختتام پر اپنایا گیا۔ اس منصوبے کے

بڑے بڑے مقاصد اور ان کے اہداف درج ذیل تھے۔

1- قومی آمدنی میں 24 فیصد اضافہ کرنا۔

2- فی کس آمدنی میں 10 فیصد اضافہ کرنا۔

3- 25 لاکھ افراد کو روزگار کے مواقع فراہم کرنا۔

4- زرعی پیداوار میں 14 فیصد اضافہ کرنا۔

5- بڑی اور اوسط درجے کی صنعتوں کی پیداواری صلاحیت میں 14 فیصد تک اضافہ کرنا۔

6- گھریلو اور چھوٹی صنعتوں کی پیداوار کو 25 فیصد تک بڑھانا۔

7- برآمدات میں سالانہ 3 فیصد اضافہ کرنا۔

دوسرے پانچ سالہ منصوبے کے مقاصد اور اہدف کو پورا کرنے کے لیے 23 ارب روپے کا تخمینہ لگایا گیا تھا۔ اس رقم میں سے بارہ ارب چالیس کروڑ روپے سرکاری شعبے، تین ارب اسی کروڑ روپے نیم سرکاری شعبے اور چھے ارب اسی کروڑ روپے نجی شعبے میں خرچ کرنے کا اندازہ لگایا گیا تھا۔ اس منصوبے کے تحت ملک کی معاشی ترقی کی رفتار خاصی تسلی بخش رہی۔ بعض شعبوں میں تو ترقی اس حد سے بھی زیادہ ہوئی جو منصوبہ بناتے وقت قائم کی گئی تھی۔ منصوبے کا جائزہ لینے سے مندرجہ ذیل نکات توجہ کا مرکز بنتے ہیں۔

(i) قومی آمدنی میں اضافہ 30 فیصد سے بھی بڑھ گیا۔

(ii) برآمدات میں 7 فیصد سالانہ کے حساب سے اضافہ ہوا۔

(iii) صنعتی شعبہ میں 40 فیصد سے زیادہ ترقی ہوئی۔

(iv) زرعی شعبے میں ترقی 15 فیصد سے زیادہ ہوئی۔

پاکستان کی معاشی منصوبہ بندی میں دوسرے پانچ سالہ منصوبے کو خاص اہمیت حاصل ہے کیونکہ اس منصوبے کی تشکیل میں پہلے منصوبے کی خامیوں کو دور کیا گیا اور ملکی وسائل کا جائزہ لینے میں خاصی احتیاط سے کام لیا گیا۔ اس منصوبے کی کامیابی سے مزید حوصلہ افزائی ہوئی جو مستقبل کی منصوبہ بندی میں مددمعاون ثابت ہوئی۔

تیسرا پانچ سالہ ترقیاتی منصوبہ (1965-1970ء)

تیسرے منصوبے کے بڑے بڑے مقاصد اور ان کے اہداف درج ذیل تھے۔

1- ملکی ترقی کی رفتار کو تیز کرنا اور قومی پیداوار میں 37 فیصد اضافہ کرنا۔

2- فی کس آمدنی میں 20 فیصد اضافہ کرنا۔

3- 55 لاکھ افراد کو روزگار فراہم کرنا۔

4- زرعی ترقی کی رفتار کو تیز کرنا اور اس میں 5 فیصد سالانہ اضافہ کرنا۔

5- صنعتی ترقی کی شرح 13 فیصد سالانہ تک بڑھانا۔

6- بنیادی صنعتوں کے قیام کو ترجیح دینا۔

7- برآمدات میں 9.5 فیصد اضافہ کرنا۔ زرِمبادلہ میں اضافہ کرکے ادائیگیوں کے توازن میں استحکام پیدا کرنا۔

8- بنیادی سہولتوں میں اضافے کی کوشش کرنا اور معاشرتی تحفظ مہیا کرنا۔

ان مقاصد کے حصول کے لیے کُل 52 ارب روپے مختص کیے گئے تھے۔ ان میں سے 30 ارب سرکاری شعبہ جات کے لیے اور 22 ارب نجی شعبے کے لیے وقف تھے۔ درج بالا مقاصد و کوائف سے ظاہر ہوتا ہے کہ تیسرا پانچ سالہ ترقیاتی منصوبہ بہت سی خوبیوں کا حامل تھا مگر اس کی ترقی کا جائزہ لینے کے بعد اس کا خاکہ کچھ یوں ہے۔

(i) برآمدات میں 9.5 فیصد اضافے کی توقع تھی مگر اس کے مقابلے میں یہ اضافہ صرف 7 فیصد ہوا۔

(ii) زرعی ترقی کی رفتار متوقع رفتار سے کم رہی یعنی صرف 4.5 فیصد سالانہ ترقی ہوسکی۔

(iii) صنعتی میدان میں ترقی صرف 9 فیصد ہوسکی حالانکہ یہ ہدف 13 فیصد کا تھا۔

تیسرا پانچ سالہ ترقیاتی منصوبہ پورے طور پر کامیاب نہ ہوسکا اور بیشتر شعبوں میں مقررکردہ اہدف تک نہ جاسکا۔ دراصل نامساعد حالات نے ابتدا ہی سے تیسرے منصوبے کو گھیر لیا۔ ابتدائی دوسالوں میں زبردست خشک سالی کا سامنا کرنا پڑا جس سے فصلیں بری طرح متاثر ہوئیں۔ 1965ء کی پاک بھارت جنگ کی وجہ سے دفاعی اخراجات بڑھ گئے جس کی وجہ سے ترقیاتی اخراجات کے لیے مجوزہ وسائل میں کمی ہوگئی۔ غیر ملکی امداد میں بھی 27 فیصد کمی کا سامنا کرنا پڑا۔ زرعی ترقی

میں کمی ہوئی۔ اندرونِ ملک حالات ہنگاموں کی نذر ہو گئے جس سے صنعتی پیداوار پر بُرا اثر پڑا۔ مختصراً اس منصوبے کو وہ سازگار حالات میسر نہ آسکے جو معاشی ترقی کے اس پروگرام کے لیے درکار تھے۔

1958-69ء کے دوران پاکستان میں صنعتی شعبہ اور زراعت کی شرح ترقی (%)

سال	بڑے پیمانے کی صنعتیں	چھوٹے پیمانے کی صنعتیں	زراعت
1958-59ء	5.6	2.3	4.0
1960-61ء	20.3	2.9	-0.2
1961-62ء	19.9	2.9	6.2
1962-63ء	15.7	2.9	5.2
1963-64ء	15.5	2.9	2.5
1964-65ء	13.0	2.9	5.2
1965-66ء	10.8	2.9	0.5
1966-67ء	6.7	2.9	5.5
1967-68ء	7.6	2.9	11.7
1968-69ء	10.6	2.9	4.5

Source: Economic Survey of Pakistan 1984-85

اس گوشوارے سے واضح ہے کہ بڑے پیمانے کی صنعتوں نے اس عرصہ کے دوران ترقی کی جبکہ چھوٹے پیمانے کی صنعتوں کی شرح ترقی قریباً یکساں اور بہت کم رہی جبکہ زراعت کا شعبہ مسلسل اُتار چڑھاؤ کا شکار رہا۔

زرعی (زمینی) اصلاحات (Land Reforms)

زرعی اصلاحات کے لیے صدر ایوب خاں نے مغربی پاکستان کے گورنر اختر حسین کی سربراہی میں 1959ء میں ایک کمیشن بنایا جس کی سفارشات کی روشنی میں زرعی اصلاحات کا اعلان کیا گیا۔ ان اصلاحات کے اہم نکات درج ذیل تھے۔

1- کوئی شخص پانچ سو ایکڑ نہری یا ایک ہزار بارانی زمین سے زیادہ کا مالک نہ ہو سکے گا۔ باغات و چراگاہوں کی صورت میں موجودہ زمیندار 150 ایکڑ مزید رقبہ اپنے پاس رکھنے کا مجاز تھا۔

2- زمینداروں کو یہ حق دیا گیا کہ وہ اپنے خاندان کی عورتوں اور یتیم بچوں کو اپنی زمین دے سکتے ہیں تاہم ایسی زمین کی حد 250 ایکڑ نہری اور 500 ایکڑ بارانی سے زیادہ نہیں ہوگی۔

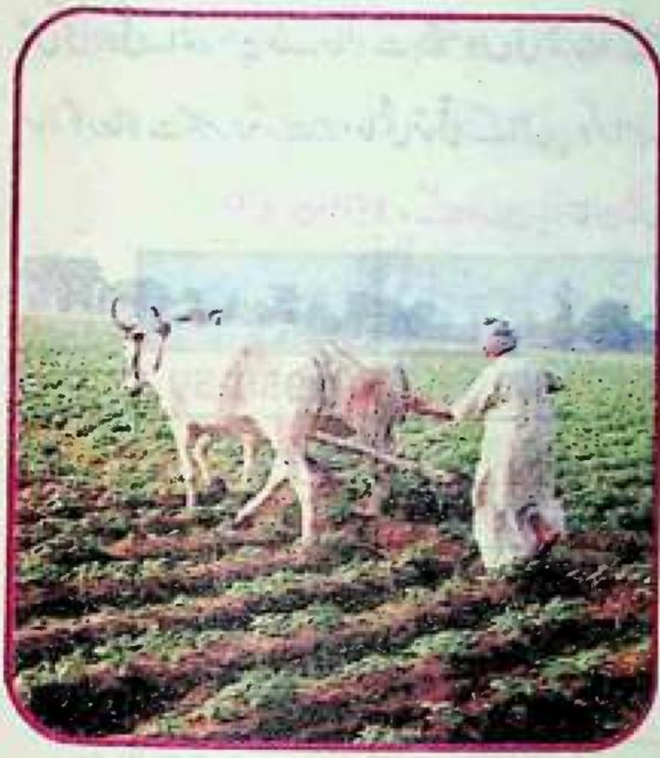

3- موجودہ زمیندار مذکورہ بالا حد سے زیادہ زمین حکومت کے حوالے کر دیں گے جس کا معاوضہ انھیں قسطوں کی صورت میں 25 سالوں میں ادا کیا جائے گا۔

4- جاگیریں بلا معاوضہ بحقِ سرکار ضبط کر لی گئیں۔ البتہ وہ جاگیریں برقرار رکھی گئیں جو تعلیمی، مذہبی اور خیراتی اداروں کے نام وقف تھیں۔

5- جو فاضل زمین حکومت کے قبضے میں آئی اس کی تقسیم یوں کی گئی کہ موروثی مزارعین کو مالکان قرار دے دیا گیا۔ دیگر مزارعین اور غیر مالک کاشتکاروں کو یہ حق دیا گیا کہ وہ حکومت سے زمین آسان اقساط میں خرید سکتے تھے۔

6- مزارعین کو زمینوں سے بے دخلی کے خلاف قانونی تحفظ دیا گیا اور ان سے خلافِ قانون کوئی فیس وصول کرنا، بیگار یا کسی اور طرح کی خدمت لینا ممنوع قرار دے دیا گیا۔

7- اجارہ (زمیندار کا حصہ) کی شرح میں اضافہ پر بھی پابندی لگا دی گئی۔

8- زرعی کمیشن کی سفارش پر چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں بٹی ہوئی زمینوں کو یکجا کرنے کے لیے اقدامات کیے گئے۔ اشتمالِ اراضی کا یہ کام کئی سال بعد تک جاری رہا۔ خود ایوب خان کے اپنے بیان کے مطابق قریباً نوے لاکھ ایکڑ زمین اشتمالِ اراضی کے ذریعے یکجا کی گئی۔

یحییٰ خاں کا دورِ حکومت 1969-71ء
(Yahya Khan Regime 1969-71)

یحییٰ خاں

صدر جنرل محمد ایوب خان نے قریباً 10 سال حکومت کی اور ان کے دور میں کئی اصلاحات نافذ ہوئیں اور ملک نے صنعتی میدان میں کافی ترقی کی۔ آئین کی رُو سے تمام اختیارات صدرِ پاکستان کے پاس تھے۔ جنرل محمد ایوب خان کی حکومت کے خلاف عوام نے زبردست

تحریک چلائی اور حالات ان کے کنٹرول سے باہر ہونے لگے۔ ان حالات کے پیشِ نظر ایک دفعہ پھر ملک میں مارشل لا نافذ کر دیا گیا۔ 25 مارچ، 1969ء کو جنرل محمد یحییٰ خاں نے حکومت سنبھال لی اور 1962ء کے آئین کو ختم کر دیا۔

لیگل فریم ورک آرڈر 1970ء

(Legal Framework Order 1970)

صدرِ پاکستان جنرل محمد یحییٰ خان نے 1970ء کے انتخاب کرانے کے لیے ایک آئینی ڈھانچے ''لیگل فریم ورک آرڈر'' کا اعلان کیا جس کے نمایاں خدوخال درج ذیل ہیں۔

1- قومی اسمبلی کی مدت پانچ سال اور اس کی نشستوں کی کُل تعداد 313 مقرر کی گئی۔

2- اسمبلی کا رکن منتخب ہونے کے لیے امیدوار کی عمر کم از کم 25 سال اور ووٹر کی عمر 21 سال سے کم نہ ہو۔ کوئی شخص بیک وقت ایک سے زیادہ نشستوں پر انتخاب لڑنے کا حق رکھتا ہے۔

3- قومی اسمبلی کے لیے پولنگ کی تاریخ 5 اکتوبر اور صوبائی اسمبلی کے لیے 22 اکتوبر' 1970ء مقرر کی گئی۔

4- ملک میں وفاقی طرزِ حکومت رائج کیا جائے گا اور شہریوں کو تمام بنیادی حقوق فراہم کیے جائیں گے۔

5- آئین کے تحت باقاعدہ اختیارات کی تقسیم کی جائے گی اور صوبائی خود مختاری کا مکمل تحفظ کیا جائے گا۔

6- عدلیہ کی آزادی کا مکمل احترام کیا جائے گا۔ عدلیہ عوام کے بنیادی حقوق کی حفاظت کرے گی اور اس کے فیصلوں کی پابندی مرکز اور صوبوں پر لاگو ہو گی۔

7- اسلامی نظریہ (آئیڈیالوجی) پر عمل کیا جائے گا اور سربراہِ مملکت (صدر) کے لیے مسلمان ہونا ضروری ہو گا۔

8- قومی اسمبلی تمام فیصلے سادہ اکثریت کے ساتھ کرے گی اور کورم 100 ارکانِ اسمبلی پر مشتمل ہو گا۔ اسمبلی کے اراکین کو خیالات کے اظہار کی مکمل آزادی ہو گی اور اسمبلیوں کے اندر کہی ہوئی کسی بات پر اراکین کے خلاف قانونی کارروائی نہ کی جائے گی۔

9- پاکستان ایک جمہوری ملک ہو گا اور ملک کا پورا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان رکھا جائے گا۔ قومی سلامتی کا تحفظ کیا جائے گا اور ملکی سلامتی کو نقصان پہنچانے والے کسی اقدام کی اجازت نہیں دی جائے گی۔

10- آئندہ کی حکمت عملی کے لیے درج ذیل نکات طے کیے گئے۔

☆ اسلامی طرزِ زندگی کا فروغ۔

☆ اسلام کے اخلاقی اصولوں پر عمل کرنا۔

☆ پاکستان میں اسلامی اصولوں کے فروغ کے لیے اقدامات کرنا۔

☆ مسلمانوں کو قرآن اور اسلامیات کی تعلیم کی فراہمی کا بندوبست کرنا۔

انتخابات 1970ء
(Elections 1970)

1970ء کے قومی اسمبلی کے عام انتخابات میں مشرقی پاکستان سے شیخ مجیب الرحمٰن کی پارٹی عوامی لیگ نے 169 میں سے 167 نشستیں (بشمول خواتین 7 نشستیں) حاصل کیں، باقی دو سیٹوں پر نورالامین اور تری دیورائے کامیاب ہوئے۔ مغربی پاکستان سے ذوالفقار علی بھٹو کی پاکستان پیپلز پارٹی نے 144 میں سے 88 نشستیں (بشمول خواتین 5 نشستیں) حاصل کر کے واضح کامیابی حاصل کی اور باقی نشستیں دوسری سیاسی پارٹیوں نے حاصل کیں۔ انتخابات کے بعد اقتدار کی جنگ نے ایک نئی صورت حال اختیار کر لی۔

ذوالفقار علی بھٹو اور شیخ مجیب الرحمٰن

مشرقی پاکستان کی علیحدگی اور بنگلہ دیش کا قیام
(Separation of East Pakistan and Emergence of Bangladesh)

☆ شیخ مجیب الرحمٰن نے اپنی حکومت کے قیام کے لیے دباؤ ڈالا جبکہ پیپلز پارٹی نے اس کی بھرپور مخالفت کی۔ جنرل محمد یحییٰ خاں کی اقتدار سے چمٹے رہنے کی خواہش نے حالات کو مزید خراب کر دیا۔ اسی دوران شیخ مجیب الرحمٰن نے ریاستی معاملات میں عدم تعاون کی تحریک کا اعلان کر دیا۔ جگہ جگہ قتل و غارت، عدم تعاون، ٹیکسوں کی ادائیگی سے انکار، ہڑتالیں، عدالتوں کا بائیکاٹ اور ملازمین کا کام پر نہ جانا آئے دن کا معمول بن گیا۔ حالات پر قابو پانے کے لیے جنرل ٹکا خاں کو مشرقی پاکستان کا گورنر مقرر کیا گیا مگر حالات قابو سے باہر ہوتے گئے۔ اسی دوران بھارت کی شہ پر شیخ مجیب الرحمٰن نے متوازی حکومت قائم کر لی۔

☆ 23 مارچ، 1971ء کو شیخ مجیب الرحمٰن نے اپنے گھر پر بنگلہ دیش کا پرچم لہرا دیا۔ ان حالات میں شیخ مجیب الرحمٰن کی گرفتاری نے حالات کو مزید خراب کر دیا۔ خانہ جنگی اپنے عُروج پر پہنچ گئی اور ہندوستان مکمل طور پر عوامی لیگ کی حمایت کر رہا تھا اور اپنے غنڈوں کو مشرقی پاکستان بھیج رہا تھا جو مکتی باہنی کے کارکنوں سے مل کر پاکستانی فوجیوں اور عام شہریوں کو قتل کروا رہے تھے۔ ہزاروں کی تعداد میں مشرقی پاکستانیوں نے بھارت کی طرف ہجرت شروع کر دی۔ ہندوستان کی حکومت نے مہاجرین کی مدد کا بہانہ بنا کر مشرقی پاکستان پر حملہ کر دیا۔

☆ زمینی اور فضائی رابطہ کٹ جانے اور مقامی لوگوں کے عدم تعاون کی وجہ سے مشرقی پاکستان میں فوری اور مؤثر کارروائی نہ ہو سکی اور ہماری افواج کو مجبوراً ہتھیار ڈالنا پڑے۔ بھارت آخر کار اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا اور مشرقی پاکستان 16 دسمبر، 1971ء کو ایک الگ وطن بنگلہ دیش کے نام سے دنیا کے نقشے پر نمودار ہوا۔

مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے اسباب
(Causes of Separation of East Pakistan)

مشرقی پاکستان، وفاقِ پاکستان کا دایاں بازو تھا۔ یہ بازو اندرونی و بیرونی ریشہ دوانیوں کے سبب 1971ء میں ہم سے کٹ گیا اور پاکستان دولخت ہو گیا۔ ذیل میں مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے اسباب کا ذکر کیا جاتا ہے۔

1- ایوب خاں کا آمرانہ دور (Ayub Khan Dictatorial Era)

ایوب خان کا دس سالہ آمرانہ دور پاکستان پر مسلّط رہا۔ مستقل طور پر نافذ ''ہنگامی حالت'' نے نوکر شاہی کو تحفظ دیے رکھا۔ انھوں نے عوام کو دبا کر رکھنے کی وہ پالیسیاں اختیار کیں جن کے خلاف اندرونی طور پر ردِعمل پیدا ہوتا رہا۔ مشرقی پاکستان کے عوام بھی اس صورتِ حال کو برداشت نہ کر سکے اور علیحدگی پر مجبور ہو گئے۔

2- قومی قیادت کا فقدان (Lack of National Leadership)

قائداعظمؒ اور لیاقت علی خان کی وفات کے بعد پاکستان میں محبِ وطن لیڈر شپ کا فُقدان ہو گیا۔ مسلم لیگی قائدین عوام پر حکومت کرنا صرف اپنا حق سمجھتے تھے جس کے پیشِ نظر مشرقی پاکستان کی مسلم لیگی وزارت قیامِ پاکستان کے بعد عوام کا اعتماد حاصل کرنے میں ناکام رہی۔ مسلم لیگی قائدین کا عوام سے مسلسل رابطہ نہ ہونے کی وجہ سے وہ عوامی مسائل کو سمجھ نہ سکے جو مشرقی پاکستان کی علیحدگی کا ایک سبب تھا۔

3- اقتصادی بدحالی (Poor Economic Condition)

مشرقی پاکستان ہمیشہ سے اقتصادی طور پر بدحالی کا شکار رہا۔ تقسیمِ ہند سے پہلے بھی اس کی پسماندگی کا سبب

مغربی بنگال کا ہندو صنعت کار اور ہندو زمیندار تھا۔ اب بھی ہندو مشرقی پاکستان کی معیشت پر چھائے ہوئے تھے۔ پوری کوششوں کے باوجود بھی یہ پاکستان کے دوسرے صوبوں کے مقابلے میں معاشی طور پر پسماندہ رہا۔ اس سے مقامی آبادی میں احساسِ محرومی پیدا ہو گیا جو مشرقی پاکستان کی علیحدگی کی صورت میں نمودار ہوا۔

4- ہندو اساتذہ کا منفی کردار (Negative Role of Hindu Teachers)

قیامِ پاکستان کے بعد حکومتیں پاکستانی قومیت کا جذبہ اُبھارنے میں ناکام رہیں۔ اس کے برعکس پاکستان مخالف گروہ اپنی سرگرمیاں جاری رکھنے میں کامیاب رہے۔ بدقسمتی سے بنگالی مسلمان ہمیشہ تعلیمی میدان میں ہندو سے کم تر رہا اس لیے سکولوں اور کالجوں کے اساتذہ کی اکثریت ہندوؤں پر مشتمل تھی جنھوں نے نئی نسل کے ذہنوں کو بنگالی قومیت سے آلودہ کر دیا۔ اسے نظریۂ پاکستان کے خلاف بغاوت پر آمادہ کیا جس نے مغربی پاکستان سے علیحدگی حاصل کرنے کی راہ ہموار کی۔

5- بنگالی زبان کا مسئلہ (Issue of Bengali Language)

بنگالی زبان کے مسئلے نے قومی اتحاد کو پارہ پارہ کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ قیامِ پاکستان کے بعد اردو کو قومی زبان قرار دیا گیا۔ بنگالیوں نے بنگالی زبان کے حق میں تحریک شروع کی لیکن قائداعظمؒ کے غیر معمولی اثر و رسوخ کی وجہ سے یہ تحریک وقتی طور پر دب گئی۔ 1956ء کے آئین میں اردو اور بنگالی زبان کو سرکاری زبانیں تسلیم بھی کر لیا گیا لیکن بنگالیوں کی نفرت دور نہ ہو سکی۔

6- صوبائی تعصّبات (Provincial Prejudices)

مشرقی پاکستان کی آبادی پاکستان کی کل آبادی کا 56 فیصد تھی۔ وہ پاکستان کے پانچ یونٹوں میں سے ایک یونٹ تھا لیکن مشرقی پاکستان کے سیاستدانوں نے ایوانِ زیریں میں آبادی کے تناسب سے نمائندگی کا مطالبہ کیا، جس کی بنا پر مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان کے سیاستدان ایک دوسرے کے خلاف برسرِ پیکار ہو گئے جو ملک کو دو حصوں میں تقسیم کرنے کا موجب بنے۔

7- سیاستدانوں کی علاقائی سیاست (Territorial Politics of Politicians)

1954ء میں مشرقی پاکستان میں مسلم لیگ انتخابات ہار گئی اور میدانِ سیاست سہروردی، بھاشانی اور

نے اقتدار ایک دوسرے سے چھیننے کے لیے ہندو ارکانِ اسمبلی کی حمایت حاصل کرنے کی تگ و دو شروع کر دی۔ عوام کو ساتھ ملانے کے لیے منفی ہتھکنڈے استعمال کیے۔ اس طرح کرسی کے حصول کے لیے ان سیاستدانوں نے اس کرسی کے پائے توڑنے کی پالیسی پر عمل کیا۔

8- بڑی طاقتوں کی سازشیں (Conspiracies of Big Powers)

بھارت نے روس کے ساتھ بیس سالہ معاہدہ پر دستخط کیے۔ اس معاہدے نے جنوب مشرقی ایشیا میں روس اور بھارت کے مفادات کو یکجا کر دیا۔ بھارت کو روس سے ضروری کارروائی کرنے کے لیے حسبِ ضرورت سامان اور تکنیکی امداد حاصل ہوگئی۔

9- مجیب الرحمٰن کا چھے نکاتی فارمولا (Six Points Formula of Mujeeb-ur-Rehman)

مجیب الرحمٰن کا چھ نکاتی فارمولا مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے لیے زہرِ قاتل ثابت ہوا۔ اس فارمولے کا سبب یہ تھا کہ صوبوں کو الگ ریاستیں بنا دیا جائے اور نیم وفاق قائم کر دیا جائے۔ مجیب الرحمٰن نے معاشی بدحالی سے پسے ہوئے عوام سے کہا کہ جب تک مغربی پاکستان کی غلامی ختم نہیں ہوجاتی تم خوشحال نہیں ہو سکتے۔ وہ اپنی خودساختہ صوبائی خودمختاری کے ڈرامے میں کامیاب ہوگیا۔

10- بھٹو مجیب اختلافات (Bhutto Mujeeb Differences)

بھٹو مجیب اختلافات نے علیحدگی کے مسئلے کو مزید ہوا دی۔ ان دونوں کے اختلافات کو ختم کروانے کے لیے مذاکرات کا اہتمام کیا گیا لیکن چنداں کامیابی نہ ہوئی۔ بھٹو نے 3 مارچ، 1971ء کے ڈھاکہ میں قومی اسمبلی کے اجلاس کا بائیکاٹ کیا جس سے مغربی اور مشرقی پاکستان کے درمیان فاصلہ مزید بڑھا۔

11- علاقائی جماعتوں کی کامیابی (Success of Regional Parties)

1970ء کے انتخابات میں دونوں صوبوں میں کسی بھی بڑی جماعت کو نشستیں حاصل نہ ہو سکیں۔ شیخ مجیب الرحمٰن کی عوامی لیگ مشرقی پاکستان میں اور بھٹو کی پیپلز پارٹی مغربی پاکستان میں کامیاب ہوئیں۔ صوبہ خیبر پختونخوا اور بلوچستان میں ولی خان کی نیپ اور جمعیت العلمائے اسلام (ہزاروی گروپ) کامیاب رہا۔ کوئی پارٹی بھی قومی پارٹی کہلانے کی مستحق

نہ تھی کہ جس کو اقتدار سونپا جاتا۔عوامی لیگ کو نمایاں اکثریت حاصل ہوئی جس کو اقتدار نہ مل سکا جو علیحدگی کا ایک سبب بنا۔

-12 فوجی کارروائی (Military Action)

23 مارچ، 1971ء کو مجیب الرحمٰن نے اعلانِ بغاوت کر دیا۔ بنگلہ دیش کے جھنڈے تک لہرا دیے گئے اور مغربی پاکستان کے باشندوں اور بہاریوں کا قتلِ عام شروع کر دیا گیا جس کے پیشِ نظر فوجی کارروائی کا فیصلہ کیا گیا۔ میجر جنرل یعقوب علی خان نے فوجی کارروائی سے انکار کرتے ہوئے استعفٰی دے دیا اور جنرل ٹکا خاں کو مشرقی پاکستان کا گورنر مقرر کیا گیا۔ٹکا خان کی کارروائی نے مغربی پاکستان کے خلاف مزید ردِّعمل پیدا کیا اور مرکزی حکومت عوامی حمایت سے اور زیادہ محروم ہوگئی۔

-13 گنگا طیارے کا اغواء (Hijacking of Ganga Aeroplane)

بھارت نے اپنا گنگا نامی طیارہ اغوا کر کے لاہور پہنچا دیا جس کی تمام تر ذمہ داری حکومت پاکستان پر عائد کر دی گئی۔ اس کے بعد اس طیارے کے اغوا کو بہانہ بنا کر بھارت نے مغربی پاکستان کا مشرقی پاکستان سے فضائی رابطہ منقطع کر دیا۔ یہ محض ایک سازش تھی جو صرف مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے لیے تیار کی گئی تھی۔فضائی رابطے کے خاتمے سے مشرقی پاکستان کو اسلحے کی ترسیل رک گئی جس سے بروقت فوجی کارروائی نہ ہوسکی۔

-14 بھارت کی فوجی مداخلت (India's Military Interference)

بھارت کی مسلسل خواہش تھی کہ پاکستان کی سالمیت کو کسی نہ کسی بہانے سے کمزور کیا جائے۔ بھارت نے اپنی سرحدوں کی حفاظت کا بہانہ بنا کر ''مکتی باہنی'' کے نام پر ہزاروں تخریب کار مشرقی پاکستان میں داخل کر دیے اور مشرقی پاکستان پر حملہ کر دیا۔ فضائی تحفظ کی عدم موجودگی میں محصور پاکستانی فوج کو شکست کا سامنا کرنا پڑا اور اسے مجبوراً ہتھیار ڈالنا پڑے جس سے ملک دولخت ہوگیا۔

مشقی سوالات

(حصہ اوّل)

1- ہر سوال کے چار جوابات دیے گئے ہیں۔ درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

☆ قراردادِ مقاصد کب منظور ہوئی؟

(الف) 1930ء (ب) 1940ء

(ج) 1946ء (د) 1949ء

☆ مشرقی پاکستان کی آبادی کُل آبادی کا کتنے فیصد تھی؟

(الف) 54 (ب) 56

(ج) 58 (د) 60

☆ چھ نکاتی فارمولا کس نے پیش کیا؟

(الف) مجیب الرحمٰن (ب) ذوالفقار علی بھٹو

(ج) بھاشانی (د) یحییٰ خان

☆ مشرقی پاکستان ایک الگ وطن بنگلہ دیش کے نام سے دنیا کے نقشے پر کب نمودار ہوا؟

(الف) 1969ء (ب) 1970ء

(ج) 1971ء (د) 1972ء

☆ صدرِ پاکستان جنرل محمد یحییٰ خان نے 1970ء کے انتخابات کرانے کے لیے ایک آئینی ڈھانچے "لیگل فریم ورک آرڈر" کا اعلان کیا جس کے مطابق قومی اسمبلی کی نشستوں کی کُل تعداد تھی:

(الف) 310 (ب) 313

(ج) 316 (د) 320

☆ قیامِ پاکستان کے بعد کس زبان کو قومی زبان قرار دیا گیا؟

(الف) بنگالی　(ب) پنجابی

(ج) انگریزی　(د) اردو

☆ 1970ء کے انتخابات میں مغربی پاکستان سے کس سیاسی پارٹی نے اکثریت حاصل کی؟

(الف) نیپ　(ب) جمعیت العلمائے اسلام (ہزاروی گروپ)

(ج) پیپلز پارٹی　(د) عوامی لیگ

☆ جنرل محمد یحییٰ خان نے کب حکومت سنبھالی؟

(الف) مارچ 1969ء　(ب) اپریل 1970ء

(ج) دسمبر 1971ء　(د) جون 1972ء

☆ صدر ایوب خان نے زرعی اصلاحات کا کب اعلان کیا؟

(الف) 1958ء　(ب) 1959ء

(ج) 1960ء　(د) 1965ء

☆ دوسرے پانچ سالہ ترقیاتی منصوبے کا دورانیہ ہے:

(الف) 1950-1955ء　(ب) 1955-1960ء

(ج) 1960-1965ء　(د) 1965-1970ء

☆ پاکستان اور بھارت کے درمیان "سندھ طاس" کا معاہدہ کس کی مدد سے ہوا؟

(الف) تولیتی کونسل　(ب) سلامتی کونسل

(ج) عالمی عدالت　(د) عالمی بینک

☆ 1956ء کا آئین کتنی دیر نافذ العمل رہا؟

(الف) 2 سال 3 ماہ　　(ب) 2 سال 5 ماہ

(ج) 2 سال 7 ماہ　　(د) 2 سال 9 ماہ

☆ کسی پسماندہ معیشت کا ترقی یافتہ معیشت کی طرف گامزن ہونا کہلاتا ہے:

(الف) پسماندگی　　(ب) روزگار

(ج) معاشی ترقی　　(د) توازن ادائیگی

☆ اقوام متحدہ کی کوششوں سے 1965ء کی جنگ کب بند ہوئی؟

(الف) 12 ستمبر، 1965ء　　(ب) 15 ستمبر، 1965ء

(ج) 20 ستمبر، 1965ء　　(د) 23 ستمبر، 1965ء

☆ بنیادی جمہوریتوں کے ممبران کی کُل تعداد کتنی تھی؟

(الف) 60 ہزار　　(ب) 70 ہزار

(ج) 80 ہزار　　(د) 90 ہزار

2- کالم (الف) کو کالم (ب) سے اس طرح ملائیں کہ مفہوم واضح ہو جائے۔

کالم الف	کالم ب
لیاقت علی خان کی وفات	1949ء
قراردادِ مقاصد	1970ء
پاکستان کا دوسرا آئین	1958ء
وحدتِ مغربی پاکستان کا خاتمہ	1951ء
ایوب خان کا مارشل لا	1962ء

3- خالی جگہ پُر کریں۔

☆ مولوی تمیز الدین پاکستان کی پہلی آئین ساز اسمبلی کے __________ تھے۔

☆ ریڈکلف کی غیر منصفانہ تقسیم سے بھارت کو __________ تک رسائی حاصل ہوگئی۔

☆ قائداعظم محمد علی جناحؒ نے __________ میں پہلی تعلیمی کانفرنس کا انعقاد کروایا۔

☆ لیاقت علی خان نے __________ میں اسمبلی سے قراردادِ مقاصد منظور کروائی۔

☆ پاکستان کا پہلا آئین __________ کو ملک میں نافذ ہوا۔

☆ جنرل ایوب خان نے مسلم فیملی لاز آرڈی نینس (عائلی قوانین) کا اجرا __________ میں کیا۔

☆ 1959ء میں صدر ایوب خان نے __________ کا نیا نظام متعارف کروایا۔

☆ پاکستان اور بھارت کے درمیان 1960ء میں __________ کا معاہدہ طے پایا۔

☆ لیاقت نہرو معاہدہ __________ طے پایا۔

☆ لیاقت علی خان نے __________ میں مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی۔

(حصہ دوم)

4- مختصر جوابات دیں۔

☆ پاکستان کی پہلی آئین ساز اسمبلی کی تشکیل کیسے ہوئی؟

☆ ایوب خان کی زرعی اصلاحات کے کوئی سے پانچ نکات بیان کریں۔

☆ 1956ء کے آئین کی پانچ اسلامی دفعات تحریر کیجیے۔

☆ دوسرے پانچ سالہ ترقیاتی منصوبے کے اہداف کیا تھے؟

☆ 1965ء کی جنگ میں پاکستانی بحریہ کا کیا کردار تھا؟

☆ مسلم فیملی لاز آرڈی نینس 1961ء کے کوئی سے پانچ نکات تحریر کریں۔

☆ 1965ء کی جنگ کے دو اسباب بیان کریں۔

☆ آئینی ڈھانچے ''لیگل فریم ورک آرڈر'' میں آئندہ کی حکمت عملی کے لیے درج نکات تحریر کیجیے۔

☆ یونین کونسل اور یونین کمیٹی سے کیا مراد ہے؟

☆ 1956ء کا آئین کیسے منسوخ ہوا؟

☆ واحد شہریت سے کیا مراد ہے؟

☆ ریڈ کلف کی غیر منصفانہ تقسیم سے کون کون سے مسلم اکثریت والے علاقے بھارت کے پاس چلے گئے؟

☆ مالاکنڈ ڈویژن کیسے تشکیل دیا گیا؟

☆ معاشی ترقی سے کیا مراد ہے؟

☆ تیسرے پانچ سالہ ترقیاتی منصوبے کے پانچ اہداف کا تذکرہ کیجیے۔

تفصیل سے جوابات دیجیے۔

5- پاکستان کی ابتدائی مشکلات کا جائزہ لیجیے۔

6- قراردادِ مقاصد کے اہم نکات کی وضاحت کیجیے۔

7- 1962ء کے آئین کے نمایاں خدوخال بیان کیجیے۔

8- مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے اسباب بیان کیجیے۔

9- "لیگل فریم ورک آرڈر" کے نمایاں خدوخال کی وضاحت کیجیے۔

10- 1965ء کی پاک بھارت جنگ کے واقعات بیان کیجیے۔

11- پاکستان کے پہلے گورنر جنرل کی حیثیت سے قائداعظمؒ کا کردار واضح کیجیے۔

12- 1962ء کے آئین کے نمایاں خدوخال بیان کیجیے۔

13- بنیادی جمہوریتوں کے نظام کے مختلف مراحل کا جائزہ لیجیے۔

14- پاکستان کے پہلے وزیراعظم کی حیثیت سے لیاقت علی خان کا کردار واضح کیجیے۔

عملی کام

☆ طلبہ کے درمیان مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے اسباب کے موضوع پر تقریری مقابلہ کروائیں۔

☆ انتخابات کی سرگرمیوں کے حوالے سے طلبہ مختلف گروپ بنا کر مباحثے کا انتظام کریں۔